Spot CMYK#Waheed

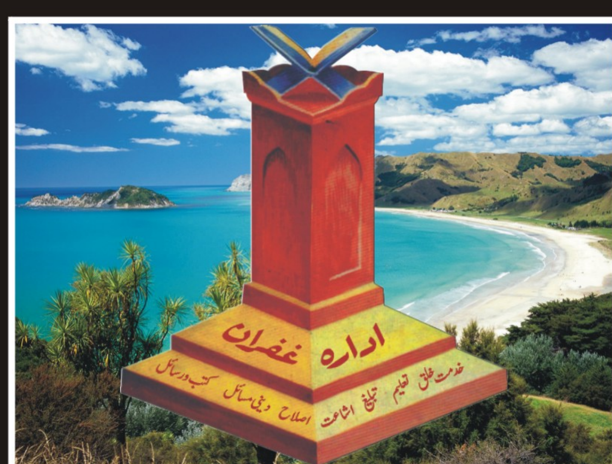

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس مفتی محمد امجد حکیم محمد فیضان غفار الحق

فی شمارہ.................. 25 روپے

سالانہ.................. 300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....مضاربہ کمپنیوں کا سکینڈل.....................مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن(سورہ بقرہ:قسط۱۰۸)... چاندکی افادیت اورگھروں کی پُشت سے داخلہ کی حیثیت...// // ۶

درسِ حدیث ....قبرمیں سوال وجواب........................// // ۱۲

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی..ادارہ ۲۰

جنت کے قرآنی مناظر(جنت اوراس کی بہاریں:قسط۱۳).............................مفتی محمد امجد حسین ۲۲

سلطان شہاب الدین غوری کے مقتل پر(قسط۲)......................................محمد امجد حسین ۲۷

ماہِ رمضان: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..............مولانا طارق محمود ۳۳

علم کے مینار:.........وہ ھند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان...........مفتی محمد امجد حسین ۳۵

تذکرۂ اولیاء:.................حیاتِ لطیف الامت(قسط۶)..............مفتی محمد امجد حسین ۳۸

پیارے بچو!................حضرت ابراہیم علیہ السلام.......................مولانا محمد ناصر ۴۵

بزمِ خواتین ....حسد(چوتھی وآخری قسط)......................مفتی محمد یونس ۴۷

آپ کے دینی مسائل کا حل.. نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا.ادارہ ۵۰

کیا آپ جانتے ہیں؟....... سونے کے آداب(دسویں وآخری قسط)......مفتی محمد رضوان ۸۲

عبرت کدہ .... حضرت یوسف علیہ السلام(قسط۳۹)...............ابوجویریہ ۸۴

طب وصحت.................. حجامہ یا سینگی لگوانا(قسط۴)...............مفتی محمد رضوان ۸۶

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز...............مولانا محمد امجد حسین ۹۲

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........حافظ غلام بلال ۹۳

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ　　مفتی محمد رضوان

مضاربہ کمپنیوں کا سکینڈل ?

آج سے ہزاروں سال پہلے نبی برحق نے اپنی امت کو خبردار کردیا تھا کہ:

''ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوا ہے،اور میری امت کا فتنہ مال ہے''(ترمذی) ۱؎

اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ:

دینارودرہم(یعنی روپیہ وپیسہ)اور ریشمی اور اونی(یعنی عمدہ)لباس وکپڑوں کے بندے(یعنی مال ودولت اور اسباب کے پُجاری)ہلاک ہوں،اگرانہیں یہ چیزیں ملتی ہیں تو راضی ہوجاتے ہیں اور اگرنہیں ملتی،تو راضی نہیں ہوتے(بخاری) ۲؎

مگر امت نے نبی برحق کے ان پیغامات کو زیادہ اہمیت نہیں دی،اور مال کے فتنوں میں طرح طرح سے ابتلائے عام رہا،جس کی معاشرہ میں مختلف شکلیں پائی جاتی رہیں۔

ایک عرصہ سے غیر معمولی نفع یا بالفاظِ دیگر راتوں رات بغیر محنت کے امیر بننے کے شوق کی شکل میں مالی فتنہ کی زد میں بڑا طبقہ مبتلا رہا ہے،جس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے،کبھی یہ فتنہ بزناس ڈاٹ کام کے عنوان سے رونما ہوا،کبھی شینل کمپنی کے نام سے،کبھی ٹائنز کمپنی کے اور کبھی مختلف مضاربہ ومشارکہ نامی کمپنیوں کے خوبصورت اور مزین عنوانات سے،مگر وقت کے ساتھ ہر ایک سے غبارہ کی ہوا نکلتی گئی،اور رفتہ رفتہ ہر ایک اپنے منطقی انجام تک پہنچ گئی،ابھی حال ہی میں مضاربہ کمپنیوں کا بہت بڑا اور ہمہ گیری سکینڈل سامنے آیا ہے،جس کے بارے میں آئے دن دل خراش اور حیرت انگیز انکشافات سامنے آرہے ہیں،اور جو آنا ابھی

۱؎ عن کعب بن عیاض، قال :سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم یقول :إن لکل أمة فتنة وفتنة أمتی المال(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۳۳۶)

قال الترمذی:هذا حدیث حسن صحیح غریب إنما نعرفه من حدیث معاویة بن صالح.

۲؎ عن أبی هریرة رضی اللہ عنه، قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم :تعس عبد الدینار، والدرهم، والقطیفة، والخمیصة، إن أعطی رضی، وإن لم یعط لم یرض(بخاری، رقم الحدیث ۶۴۳۵)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

باقی ہیں، اللہ حفاظت فرمائے، ان کا سلسلہ بہت طویل محسوس ہو رہا ہے۔

مال اس امت کا عظیم فتنہ ہے، اور اس کا فتنہ ہونا امت کے کسی طبقہ کے ساتھ مخصوص نہیں، اس لئے عام لوگوں کے ساتھ، دیندار، ائمہ، حفاظ، قراء خطباء اور علمی شخصیات کا بڑا طبقہ بھی اس میں شامل ہے، مگر یہ سمجھنا انصاف پر مبنی نہیں ہے کہ کسی خاص سلسلہ کے تمام علماء، اس تحریک اور مہم میں شامل تھے، یا اس کی سرپرستی، یا کسی اور حیثیت سے تعاون کر رہے تھے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ مستند اہلِ علم اور اصحابِ افتاء کی بڑی تعداد اس تحریک اور مہم سے نہ صرف یہ کہ علیٰحدہ تھی، بلکہ اس کی طرف سے وقتاً فوقتاً اس تحریک کے بارے میں لاتعلقی، تنبیہ اور تردید بھی سامنے آتی رہی، اور مستند علماء ومفتیانِ عظام کا بڑا طبقہ عوام کو اس تحریک سے علیٰحدگی پر متنبہ کرتا رہا، اور ان کی طرف سے اس سلسلہ میں بے شمار فتاویٰ جاری ہوئے، رسائل وجرائد اور اخبارات میں بھی مختلف طرح کے انتباہات شائع ہوئے۔ [1]

زبانی کلامی عوام کو فہمائش کا سلسلہ علیٰحدہ جاری رہا، مگر جب تک بھاری مفادات حاصل ہوتے رہے، اور ایک طرح کی بندر بانٹ چلتی رہی، اس وقت تک نہ تو قابلِ ذکر طریقہ پر عوام کو فکر لاحق ہوئی، اور نہ اس تحریک اور مہم سے وابستہ دیندار، حفاظ، قراء، ائمہ اور خطباء کو توجہ ہوئی، بلکہ ’’الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے‘‘ کا مصداق بن کر متنبہ کرنے والے مستند اہلِ علم واصحابِ افتاء اور علماء ومشائخ حضرات پر طرح طرح کے الزامات اور طعن وتشنیع کا سلسلہ جاری رہا۔

---

[1] اس مضاربہ کمپنی کے کاروبار کے شرعی حکم کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں ہمارے ادارہ غفران سے ایک جواب مؤرخہ ۱۵/صفر۱۴۳۲ھ کو تحریر کیا گیا تھا، اور یہ جواب ماہنامہ التبلیغ ادارہ غفران، راولپنڈی کے شمارہ صفر۱۴۳۲ھ میں شائع بھی ہوا تھا، جس میں اس کمپنی کے کاروبار کے وجود اور شرعی جواز کے مبہم، مشکوک اور غیر مطمئن ہونے کا اظہار کیا گیا تھا۔

پھر اس کے بعد دوسری مرتبہ ماہنامہ التبلیغ، ادارہ غفران، راولپنڈی کے شمارہ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ (فروری2013ء) میں اس کاروبار کے متعلق عدمِ اطمینان کے بارے میں سات صفحات پر تفصیلی مضمون شائع ہوا، جس میں دارالعلوم کراچی کے متعدد فتاویٰ بھی شامل تھے، اور اس مضمون پر دارالافتاء دارالعلوم کراچی کے ایک مفتی صاحب کی تصدیق بھی موجود تھی، اور اس مضمون کے آخر میں ادارہ غفران سے وابستہ جن اہلِ علم حضرات کے اسمائے گرامی شائع ہوئے، اس کی بعینہٖ نقل درجِ ذیل ہے:

محمد رضوان
۲۸/صفر۱۴۳۳ھ-23/جنوری2012ء
ادارہ غفران راولپنڈی

محمد یونس	محمد امجد	منظور احمد
۲۸/صفر۱۴۳۳ھ۔	۲۸/صفر۱۴۳۳ھ۔	۲۸/صفر۱۴۳۳ھ۔
ادارہ غفران راولپنڈی	ادارہ غفران راولپنڈی	ادارہ غفران راولپنڈی

Idara Ghufran

اور اب جبکہ مضاربہ نامی تحریک ومہم کا سکینڈل سامنے آ چکا ہے، اور بندر بانٹ کا سلسلہ ختم ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے، تو یکا یک بلاتفریق وامتیاز علماء ومشائخ اور مفتیان کو موردِ الزام ٹھہرایا جا رہا ہے، اور ان پر عدمِ اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

مگر یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ اکثر عوام کی اس تحریک سے وابستگی مستند علماء ومفتیان کے کسی قابلِ ذکر فتوے واجازت کی بنیاد پر نہیں تھی، یہی وجہ ہے کہ اس تحریک ومہم کے مالہٗ وماعلیہا کے ساتھ کسی مستند دارالافتاء سے جواز کا نہ تو فتویٰ جاری ہوا، اور نہ مستند علماء ومشائخ کی طرف سے اس تحریک کی سرپرستی وعہدہ داری کا کوئی کردار سامنے آیا، بلکہ خود اس تحریک کے بانی حضرات نے اپنی مہم کے طریقۂ کار اور وجود کو عوام اور مستند اہلِ علم واہلِ فتویٰ حضرات سے مخفی رکھا، اور مبہم ومجمل انداز میں مختلف طرح کی باتیں اور اس سے بڑھ کر تضاد بیانیاں اور مستند علماء ومشائخ کی سرپرستی کے جھوٹے دعوے سامنے آتے رہے، جن کے بارے میں علماء، مفتیان ومشائخ کو بار بار وضاحتیں کرنی پڑیں، اور یہ سب چیزیں کوئی ایسی نہیں ہیں کہ عوام الناس سے مخفی ہوں، بلکہ اصل بات وہی ہے کہ مال کے لالچ اور حرص نے آنکھوں پر پٹیاں باندھے رکھیں، اور عقل وفکر کو صحیح استعمال ہونے سے باز رکھا، اور اس طرح اب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر کھرے کھوٹوں کا امتیاز سامنے آ چکا ہے۔

اب بھی وقت ہے کہ آئندہ کے لئے عوام، اس طرح کی تحریکات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیں، جو کہ مال کی حرص وہوس کے ہوتے ہوئے بہت مشکل ہے، اور ایک عرصہ گزرنے کے بعد اس طرح کی دوسری تحریکات کے فتنوں میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہے، اور جو مال کے لالچی اور حریص یا سادہ لوح اور غیر ذمہ دار دیندار، حفاظ، قراء، ائمہ اور خطباء بلکہ مفتیان حضرات معاشرہ میں موجود ہیں، ان پر بھی آنکھ بند کر کے اس طرح کے معاملات میں ہرگز اعتماد نہ کریں، جب تک مستند ومعتمد اور ذمہ دار علماء ومفتیان سے تمام مالہٗ وماعلیہا سامنے لا کر شرعی وقانونی اعتبار سے اطمینان حاصل نہ کرلیں، اور جن حضرات سے مال کے لالچ وحرص یا غفلت ولاپرواہی میں بے احتیاطی اور غلطیوں کا صدور ہوا، ان سے توبہ کریں، اور دین کی عظیم خدمت پر مال ودنیا کو ترجیح دینے کی بھاری غلطی کا جو ارتکاب کیا، اس پر صدقِ دل سے اللہ اور بندوں کے حضور نادم ہوں، ورنہ خدائی ذلت ورسوائی کا سلسلہ بڑا طویل ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مال کے فتنہ سے سب کی حفاظت فرمائے، اور آئندہ کے لئے اس طرح کی پُرکشش مالی فتنہ کی تحریکات سے متنبہ رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

Idara Ghufran

(سورہ بقرہ قسط۱۰۸، آیت۱۸۹) مفتی محمد رضوان

چاند کی افادیت اور گھروں کی پُشت سے داخلہ کی حیثیت

يَسْــئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ، وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا. وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۸۹)

ترجمہ: لوگ آپ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ وہ لوگوں کے لئے اوقات پہچاننے اور حج کا ذریعہ ہے، اور نیکی یہ نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ اور لیکن نیکی یہ ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے، اور تم گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم کامیابی حاصل کرو (۱۸۹)

تفسیر وتشریح

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں دو مضامین بیان کیے گئے ہیں، ایک یہ کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں، اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ چاند لوگوں کے لئے اوقات پہچاننے کا ذریعہ ہے، اور اوقات میں حج کا وقت بھی داخل ہے کہ حج کرنے کے زمانہ اور اوقات کا پتہ چاند کی تاریخوں اور چاند کے حساب سے چلتا ہے، اور حج کا ذکر خاص اہمیت کی وجہ سے کیا گیا ہے، ورنہ اور بھی بہت سے احکام کا تعلق چاند کے حساب سے ہے۔

مذکورہ آیت میں دوسرا مضمون یہ بیان کیا گیا کہ گھروں میں اُن کی پُشت کی طرف سے آنا یہ کوئی نیکی کا کام نہیں ہے، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں سمجھا جاتا تھا، بلکہ اصل نیکی تقویٰ اختیار کرنے میں ہے۔

لہٰذا تقویٰ اختیار کرنے کے بعد گھروں کے دروازوں سے آنے میں نیکی کا حکم برقرار رہتا ہے، اور اس پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔

چاند، اوقات پہچاننے کا ذریعہ ہے

چنانچہ مذکورہ آیت کے پہلے مضمون کو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمایا کہ:

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

يَسْـئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ.

’’لوگ آپ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ وہ لوگوں کے لئے اوقات پہچاننے اور حج کا ذریعہ ہے‘‘

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ چاند کے ذریعے تاریخوں اور مہینوں کا حساب معلوم ہوتا ہے، جس پر لوگوں کے معاملات اور عبادات، اور خاص طور پر اسلام کے اہم رکن ’’حج‘‘ کی بنیاد ہے۔ [1]

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر بھی چاند کو سالوں کے عدد اور حساب کو جاننے کا ذریعہ بتلایا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ (سوره یونس، آیة ۵)

ترجمہ: اور (اللہ نے) چاند کو روشنی والا بنایا، اور اس کی منزلوں کو مقرر فرمادیا تاکہ تم سالوں کے عدد اور حساب کو جان سکو (سورہ یونس)

چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں، جن کو وہ اٹھائیس راتوں میں طے کرتا ہے، اور ہر مہینہ میں ایک یا دو راتیں غائب رہتا ہے۔

پھر اگر چاند ایک رات غائب رہنے کے بعد نظر آجائے، تو قمری مہینہ انتیس دن کا شمار ہوتا ہے، اور اگر دو راتیں غائب رہنے کے بعد نظر آئے، تو قمری مہینہ تیس دن کا شمار ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] ان كان السؤال عن الحكمة فى اختلاف حال القمر وتبدل امره فقد طابق الجواب السؤال حيث امر الله سبحانه بان يجيب بان الحكمة الظاهرة فى ذلک ان يكون معالم للناس يوقتون بها أمورهم ومعالم للعبادات الموقتة كالحج والصوم وغير ذلک يعرف بها أوقاتها -وان كان السؤال عن علة تبدل احوال القمر وهو الظاهر فهو جواب على اسلوب الحكيم تنبيها بان اللائق بحال السائل ان يسئل بالفائدة دون العلة إذ لا فائدة فى ذلک السؤال إذ حينئذ يلزمه الاشتغال بما لا يعنيه وهذا يدل على ان الاشتغال بالعلوم الغريبة كالهيئة والنجوم وغير ذلک مما ليس فيه فائدة دينية معتدة بها لا يجوز والمواقيت جمع ميقات اسم فمعز الدولة من الوقت والمراد به ما يعرف به اوقات الحج والصوم وآجال الديون وانقضاء العدة وغير ذلک (التفسير المظهرى، ج ۱، ص ۲۱۰، سورة البقرة، تحت رقم الآية ۱۸۹)

[2] (هو الذى جعل الشمس ضياء) ذات ضياء أى نور (والقمر نورا وقدره) من حيث سيره (منازل) ثمانية وعشرين منزلا فى ثمان وعشرين ليلة من كل شهر ويستتر ليلتين إن كان الشهر ثلاثين يوما أو ليلة إن كان تسعة وعشرين يوما (لتعلموا) بذلک (عدد السنين والحساب ما خلق الله ذلک) المذكور (إلا بالحق) لا عبثا تعالى عن ذلک (يفصل) بالياء والنون يبين (الآيات لقوم يعلمون) يتدبرون (تفسير الجلالين، سوره يونس، تحت رقم الآية ۵)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

احادیث میں چاند کے بارے میں مزید تفصیل آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْأَهِلَّةَ مَوَاقِيْتَ لِلنَّاسِ، فَصُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ، وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوْا لَهٗ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۷۳۰۶، باب الصيام، صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث ۱۹۰۶، باب ذكر البيان أن الله جل وعلا جعل الأهلة مواقيت للناس لصومهم وفطرهم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے چاند کو لوگوں کے لئے اوقات (پہچاننے) کا ذریعہ بنایا ہے، لہٰذا تم چاند دیکھ کر (رمضان کا) روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید مناؤ، پھر اگر تمہارے سامنے بادل چھا جائیں (جس کی وجہ سے انتیس دن بعد چاند دکھائی نہ دے) تو تیس دن پورے کرو (عبدالرزاق)

اس طرح کا مضمون حضرت طلق رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ الْأَهِلَّةَ مَوَاقِيْتَ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ، وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْأَشْهُرَ لَا تَزِيْدُ عَلٰى ثَلَاثِيْنَ (مستدرك حاكم، رقم الحديث ۱۵۳۹) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے چاند کو لوگوں کے لئے اوقات (پہچاننے) کا ذریعہ بنایا ہے، پس جب تم (رمضان کا) چاند دیکھو تو روزہ رکھو، اور جب تم (شوال کا) چاند دیکھو، تو افطار (یعنی عید) کرو، پھر اگر تم پر بادل چھا جائے، تو تم اس کا حساب

---

[1] عن قيس بن طلق، عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إن الله عز وجل جعل هذه الأهلة مواقيت للناس، صوموا لرؤيته، وأفطروا لرؤيته، فإن غم عليكم فأتموا العدة (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۲۹۴)

حديث صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف.

[2] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ عَلَى شَرْطِهِمَا، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ .وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَابِدٌ مُجْتَهِدٌ شَرِيفُ الْبَيْتِ.

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

پورا کرو (یعنی تیس دن مکمل کرو) اور یہ بات جان لو کہ (قمری) مہینے تیس دن سے زیادہ نہیں ہوتے (حاکم)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اس طرح مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ، لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ، الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ وَالشَّهْرُ هٰكَذَا، وَهٰكَذَا، وَهٰكَذَا يَعْنِي تَمَامَ ثَلَاثِيْنَ (مسلم، رقم الحدیث ۱۵ "۱۰۸۰")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اُمّی (یعنی غیر پڑھے لکھے) لوگ ہیں، نہ ہم لکھتے ہیں، اور نہ حساب کرتے ہیں (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کی ساری انگلیاں کھول کر تین مرتبہ اشارہ کے ساتھ بتلایا کہ کوئی) مہینہ اس طرح اور اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے، اور تیسری مرتبہ میں انگوٹھے کو بند کرلیا (یعنی انتیس دن کا) اور (کوئی) مہینہ اس طرح اور اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے، یعنی پورے تیس دن کا (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ قمری مہینہ یا انتیس دن کا ہوتا ہے، یا تیس دن کا ہوتا ہے، اور تیس دن سے زائد کا نہیں ہوتا، اگر انتیس دن کے بعد چاند نظر آ جائے، تو پھر مہینہ انتیس دن کا شمار ہوتا ہے، ورنہ تیس دن کا شمار ہوتا ہے، مگر یہ اس وقت ہے جبکہ پہلا حساب بھی صحیح ہو، اگر کسی نے پہلے سے حساب غلط لگایا ہو تو یہ خطرہ ہے کہ وہ اٹھائیس تاریخ کو انتیس اور انتیس کو تیس سمجھ کر اگلے مہینہ کا اس مہینہ میں ہی آغاز کردے۔

گھروں کی پُشت سے داخل ہونے کو نیکی سمجھنا درست نہیں

اور مذکورہ آیت کے دوسرے مضمون کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا کہ:

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا.

’’اور نیکی یہ نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ اور لیکن نیکی یہ ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے، اور تم گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرو، تا کہ تم کامیابی حاصل کرو‘‘

اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں لوگ جب حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیتے تھے، اور وہ احرام باندھنے

Idara Ghufran

کے بعد کسی ضرورت سے وہاں اپنے گھر جانا چاہتے تھے، یا حج وعمرہ سے فارغ ہوکر اپنے گھروں میں آتے تھے، تو دروازہ سے گھر میں داخل ہونے کو ممنوع سمجھتے تھے، اس لئے پشت کی دیوار میں نقب دے کر یا پھر دیواریں اور چھت پھلاند کر کسی طرح سے گھر کے اندر جاتے تھے، اور اس عمل کو فضیلت اور ثواب والا کام سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتلادیا کہ گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آنے میں کوئی فضیلت نہیں ہے، بلکہ فضیلت تقویٰ اختیار کرنے اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنے میں ہے، اور کیونکہ گھروں میں دروازہ کی طرف سے آنا حرام نہیں ہے، اس لئے اس سے بچنا بھی ضروری نہیں، اس لئے اگر احرام باندھنے یا حج وعمرہ سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گھر آنا چاہو تو گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ۔

چنانچہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانُوْا إِذَا أَحْرَمُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ : وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا

(بخاری، رقم الحدیث ۴۵۱۲، باب قوله وليس البر بأن تأتوا البيوت من ظهورها)

ترجمہ: جاہلیت کے زمانہ میں لوگ جب احرام کی حالت میں (کسی ضرورت سے) اپنے گھر آتے تو مکان کی پشت کی طرف سے (نقب لگا کر، دیوار پھاند کر یا چھت پر چڑھ کر) آتے تھے، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ اور لیکن نیکی یہ ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے، اور تم گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ (بخاری)

اور بعض روایات میں ہے کہ انصار صحابہ بھی جاہلیت کے اس خیال اور رسم کی وجہ سے احرام کی حالت میں یا حج کے بعد گھروں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہونے کو معیوب سمجھتے تھے، جس کی اس آیت میں تردید کی گئی، اور ان کو بھی رہنمائی فراہم کی گئی۔

چنانچہ حضرت ابو اسحاق سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ : نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْنَا، كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجُّوْا فَجَاءُ وْا، لَمْ يَدْخُلُوْا مِنْ قِبَلِ أَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ، وَلٰكِنْ مِنْ ظُهُوْرِهَا، فَجَاءَ

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِهٖ، فَكَأَنَّهٗ عُيِّرَ بِذٰلِکَ، فَنَزَلَتْ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِـأَنْ تَـأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا، وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى، وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا

(بخاری، رقم الحدیث۱۸۰۳، باب قول اللہ تعالی وأتوا البیوت من أبوابھا)

ترجمہ: میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ آیت ہمارے متعلق نازل ہوئی، انصار جب حج کر کے واپس ہوتے، تو اپنے گھروں کے دروازوں سے داخل نہ ہوتے، بلکہ گھروں کی پشت کی طرف سے داخل ہوتے، تو ایک انصاری آدمی آیا اور اپنے گھر کے دروازے سے داخل ہوگیا، تو اسے عار دلائی گئی، تو یہ آیت نازل ہوئی کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ اور لیکن نیکی یہ ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے، اور تم گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ (بخاری)

اس طرح کا مضمون حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

لہٰذا اس آیت میں جاہلیت کے خیالات اور رسموں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ نیکی تقویٰ اختیار کرنے میں ہے، لہٰذا جن خیالات اور رسموں کی بنیاد جہالت پر ہو، اُن خیالات اور رسموں کو چھوڑ کر تقویٰ اختیار کرنا چاہئے، کیونکہ اصل نیکی باطل خیالات اور رسموں پر عمل کرنے کے بجائے تقویٰ اختیار کرنے اور اللہ کا حکم ماننے میں ہے۔

چنانچہ مذکورہ آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

''اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم کامیابی حاصل کرو''

مطلب یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرو، کیونکہ تقویٰ اختیار کرنے میں ہی کامیابی ہے، باطل خیالات اور رسموں پر عمل کرنے میں کامیابی نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَتْ قُرَيْشٌ يُدْعَوْنَ الْحُمْسَ، وَكَانُوا يَدْخُلُونَ مِنَ الْأَبْوَابِ فِي الْإِحْرَامِ، وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ وَسَائِرُ الْعَرَبِ لَا يَدْخُلُونَ مِنَ الْأَبْوَابِ فِي الْإِحْرَامِ، فَبَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بُسْتَانٍ، فَخَرَجَ مِنْ بَابِهِ، وَخَرَجَ مَعَهُ قُطْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ قُطْبَةَ بْنَ عَامِرٍ رَجُلٌ فَاجِرٌ إِنَّهُ خَرَجَ مَعَکَ مِنَ الْبَابِ، فَقَالَ: مَا حَمَلَکَ عَلَى ذٰلِکَ؟ قَالَ: رَأَيْتُکَ فَعَلْتَ فَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتَ، فَقَالَ: إِنِّي أَحْمَسِيٌّ قَالَ: إِنَّ دِينِي دِينُکَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: لَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا، وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۷۷۱)

فی حاشیۃ مسند احمد: وإسنادہ قوی علی شرط مسلم (تحت رقم الحدیث ۱۴۶۰۷)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

درسِ حدیث　　　　مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

S

قبر میں سوال وجواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : إِذَا قُبِرَ أَحَدُکُمْ أَوِ الْإِنْسَانُ أَتَاهُ مَلَکَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ یُقَالُ لِأَحَدِھِمَا : الْمُنْکَرُ وَالْآخَرُ: النَّکِیْرُ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ: مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ؟ فَھُوَ قَائِلٌ مَا کَانَ یَقُوْلُ فَإِنْ کَانَ مُؤْمِنًا قَالَ : ھُوَ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ: إِنْ کُنَّا لَنَعْلَمُ إِنَّکَ لَتَقُوْلُ ذٰلِکَ ثُمَّ یُفْسَحُ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ذِرَاعًا وَیُنَوَّرُ لَہٗ فِیْہِ فَیُقَالُ لَہٗ : نَمْ فَیَنَامُ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُہٗ إِلَّا أَحَبُّ أَھْلِہٖ إِلَیْہِ حَتّٰی یَبْعَثَہُ اللّٰہُ مِنْ مَضْجَعِہٖ ذٰلِکَ.وَإِنْ کَانَ مُنَافِقًا قَالَ : لَا أَدْرِیْ کُنْتُ أَسْمَعُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَکُنْتُ أَقُوْلُہٗ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ: إِنْ کُنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّکَ تَقُوْلُ ذٰلِکَ ثُمَّ یُقَالُ لِلْأَرْضِ : اِلْتَئِمِیْ عَلَیْہِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْہِ حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِیْھَا أَضْلَاعُہٗ فَلَا یَزَالُ مُعَذَّبًا حَتّٰی یَبْعَثَہُ اللّٰہُ مِنْ مَضْجَعِہٖ ذٰلِکَ (صحیح ابن حبان،رقم الحدیث ۳۱۱۷،باسناد قوی)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص یا انسان کو قبر (وبرزخ) میں پہنچادیا جاتا ہے،تو اس کے پاس دوسیاہ، نیلے رنگ کے فرشتے آتے ہیں،جن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، پھر وہ دونوں اس قبر والے سے کہتے ہیں کہ تم اس آدمی یعنی محمد کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ پس وہ قبر والا جواب میں وہی کچھ کہتا ہے جو وہ (دنیا میں) کہا کرتا تھا، پس اگر وہ مومن ہوتا ہے،تو جواب میں کہتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر وہ فرشتے اس قبر والے سے کہتے ہیں کہ بے شک ہم جانتے

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

ہیں کہ تو یہی کہا کرتا تھا، پھر اس کے لئے ستّر ستّر ہاتھ تک قبر میں کشادگی کردی جاتی ہے، اور اس کے لئے نور وروشنی کردی جاتی ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تم سو جاؤ، پھر وہ نئے دولہا (ودلہن) کی نیند سو جاتا ہے کہ جس کو اس کے سب سے زیادہ گھر کے محبت کرنے والے لوگ ہی بیدار کرتے ہیں، یہاں تک کہ اس کو اللہ اس کے اس لیٹنے کی جگہ سے اٹھائے گا۔

اور اگر وہ قبر والا منافق ہوتا ہے، تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) معلوم نہیں، میں لوگوں کو ان کے متعلق کچھ کہتا ہوا سنا کرتا تھا، پس میں بھی ان کے بارے میں وہی کچھ کہا کرتا تھا، تو وہ فرشتے اس کو کہتے ہیں کہ بے شک ہم جانتے ہیں کہ تو یہی کہا کرتا تھا، پھر زمین کو کہا جاتا ہے کہ اس پر لپٹ جا، تو وہ زمین اس پر لپٹ جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، پھر اس کو برابر عذاب دیا جاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کو اللہ اس کے اس لیٹنے کی جگہ سے اٹھائے گا (ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ فوت ہونے کے بعد انسان سے اس کے ایمان کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔

مُردہ سے قبر وبرزخ میں اس طرح کے سوال جواب کا ذکر اور احادیث میں بھی آیا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ، فَيَقُوْلَانِ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ، فَيَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، فَيُقَالُ لَهُ: اُنْظُرْ إِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ، فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا - قَالَ قَتَادَةُ: وَذُكِرَ لَنَا: أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِيْ قَبْرِهٖ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى حَدِيْثِ أَنَسٍ - قَالَ: وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِيْ كُنْتُ أَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ، فَيُقَالُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ، وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً، فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ (بخاری، رقم الحدیث ۱۳۷۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ کو قبر (وبرزخ) میں رکھ دیا جاتا ہے، اور اس کے ساتھی جانے لگتے ہیں، اور بے شک یہ (قبر کا مُردہ) ان (جانے والوں)

Idara Ghufran

کے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے، تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، جو اسے بٹھاتے ہیں، پھر وہ فرشتے کہتے ہیں کہ تو اس آدمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ پس مومن تو یہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے جہنم کے ٹھکانے کو دیکھ لے، اللہ نے تیرے لئے اس جہنم کے ٹھکانے کو جنت کے ٹھکانے سے تبدیل فرمادیا ہے، پھر وہ ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھ لیتا ہے، حضرت قتادہ (راوی) کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ اس کی قبر میں کشادگی کردی جاتی ہے، پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آگے حضرت قتادہ (راوی) نے فرمایا کہ جہاں تک منافق اور کافر کا تعلق ہے، تو اس کو بھی یہ کہا جاتا ہے کہ تو اس آدمی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، میں وہی کچھ کہا کرتا تھا، جو عام لوگ کہتے تھے، پھر اس کو جواب میں کہا جاتا ہے کہ نہ تو تُو نے (خود حق کو) سمجھا، اور نہ (حق سمجھنے والوں کی) اتباع کی، اور اس کو لوہے کے گرزوں سے شدید ضرب لگائی جاتی ہے، پھر وہ ایسی چیخ مارتا ہے، جس کو اس کے قریب والے انسان اور جنات کے علاوہ (دوسرے جانور وغیرہ) سنتے ہیں (بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَأَمَّا فِتْنَةُ الْقَبْرِ: فَبِیْ تُفْتَنُوْنَ، وَعَنِّیْ تُسْأَلُوْنَ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، أُجْلِسَ فِیْ قَبْرِهٖ غَيْرَ فَزِعٍ، وَلَا مَشْعُوْفٍ ،ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ: فِيْمَ كُنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: فِی الْإِسْلَامِ؟ فَيُقَالُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ كَانَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ : مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَصَدَّقْنَاهُ، فَيُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهٗ: اُنْظُرْ إِلٰى مَا وَقَاکَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ يُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ إِلَى الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا، فَيُقَالُ لَهٗ: هٰذَا مَقْعَدُکَ مِنْهَا، وَيُقَالُ: عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوْءُ، أُجْلِسَ فِیْ قَبْرِهٖ فَزِعًا مَشْعُوْفًا، فَيُقَالُ لَهٗ فِيْمَ كُنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِیْ، فَيُقَالُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ كَانَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا، فَقُلْتُ كَمَا قَالُوْا، فَتُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ،

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

فَيَنْظُرُ إِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا، فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلٰى مَا صَرَفَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْكَ، ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، كُنْتَ عَلَى الشَّكِّ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يُعَذَّبُ (مسند احمد،رقم الحدیث ۲۵۰۸۹،باسناد صحیح)

ترجمہ: جہاں تک قبر کے فتنہ کا تعلق ہے،تو(قبر میں)میرے ذریعہ سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور میرے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا، پس اگر قبر والا نیک صالح آدمی ہوگا، تو اسے قبر میں اس طرح بٹھا دیا جائے گا کہ اس پر کوئی خوف اور گھبراہٹ نہیں ہوگی، پھر اس کو کہا جائے گا کہ تم نے کس چیز میں وقت گزارا؟ تو وہ جواب میں کہے گا کہ اسلام میں، پھر اس سے کہا جائے گا کہ وہ کون آدمی تھا جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ وہ جواب میں کہے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہمارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے (جن میں قبر کے حالات بھی تھے) جن کی ہم نے تصدیق کی، پھر اس کو جہنم کی طرف ایک راستہ کھول کر دکھایا جائے گا، جس کی طرف وہ دیکھے گا، کہ اس کا بعض حصہ بعض میں لپٹے مار رہا ہوگا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ آپ اس چیز کو دیکھ لو، جس سے اللہ عزوجل نے آپ کو بچالیا، پھر اس کو جنت کی طرف ایک راستہ کھول کر دکھایا جائے گا، جس کی رونق اور نعمتوں کو وہ دیکھے گا، پھر اسے کہا جائے گا کہ یہ اس جنت میں آپ کا ٹھکانہ ہے، اور کہا جائے گا کہ تم (ایمان و) یقین کی حالت میں زندہ تھے، اور اسی پر تم مرے، اور اسی پر تمہیں ان شاءاللہ اٹھایا جائے گا۔ اور اگر وہ قبر والا برا آدمی ہوگا، تو اس کو اس کی قبر میں گھبراہٹ اور خوف کی حالت میں بٹھایا جائے گا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو کس دین پر تھا؟ تو وہ کہے گا کہ مجھے معلوم نہیں، پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تو وہ جواب میں کہے گا کہ میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا تھا، پس میں بھی وہی کہتا تھا، جو وہ لوگ کہتے تھے، پھر اس کے لئے جنت کی طرف راستہ کھولا جائے گا، جس کی رونق اور نعمتوں کو یہ دیکھے گا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو اس چیز کو دیکھ لے، جس کو اللہ عزوجل نے تجھ سے ہٹا دیا، پھر اس کے لئے جہنم کی طرف راستہ کھولا

Idara Ghufran

جائے گا، جس کی طرف وہ دیکھے گا کہ اس کا بعض حصہ بعض میں لپٹے مار رہا ہوگا، اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ تیرا اس جہنم میں ٹھکانہ ہے، تو شک کی حالت میں زندہ تھا، اور اسی پر تو مرا، اور اسی پر ان شاء اللہ تجھے اٹھایا جائے گا، پھر اس کو عذاب دیا جائے گا (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ إِنَّهٗ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِيْنَ يُوَلُّوْنَ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَكَانَ الصِّيَامُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شِمَالِهٖ وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ فَيُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ فَتَقُوْلُ الصَّلَاةُ : مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ الصِّيَامُ : مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى عَنْ يَّسَارِهٖ فَتَقُوْلُ الزَّكَاةُ: مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَتَقُوْلُ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ: مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ. فَيُقَالُ لَهٗ: اِجْلِسْ فَيَجْلِسُ وَقَدْ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ وَقَدْ أُدْنِيَتْ لِلْغُرُوْبِ فَيُقَالُ لَهٗ : أَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهٖ عَلَيْهِ؟ فَيَقُوْلُ : دَعُوْنِيْ حَتّٰى أُصَلِّيَ فَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّكَ سَتَفْعَلُ أَخْبِرْنِيْ عَمَّا نَسْأَلُكَ عَنْهُ أَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ؟ قَالَ فَيَقُوْلُ : مُحَمَّدٌ أَشْهَدُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّهٗ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهٗ : عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتَ وَعَلٰى ذٰلِكَ مِتَّ وَعَلٰى ذٰلِكَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ : هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَسُرُوْرًا ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ النَّارِ فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا لَوْ عَصَيْتَهٗ فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَّسُرُوْرًا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَيُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ ،وَيُعَادُ الْجَسَدُ لِمَا بَدَأَ مِنْهُ فَتُجْعَلُ نَسَمَتُهٗ فِي النَّسَمِ الطَّيِّبِ وَهِيَ طَيْرٌ يُعَلَّقُ فِيْ شَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ: فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ .قَالَ: وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ لَمْ يُوْجَدْ شَيْءٌ ثُمَّ أُتِيَ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ ثُمَّ أُتِيَ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا يُوْجَدُ

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

شَيْءٌ ثُمَّ أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَلَا يُوجَدُ شَيْءٌ فَيُقَالُ لَهُ : اِجْلِسْ فَيَجْلِسُ خَائِفًا مَرْعُوبًا فَيُقَالُ لَهُ: أَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ مَاذَا تَقُوْلُ فِيْهِ؟ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ؟ فَيَقُوْلُ : أَيُّ رَجُلٍ؟ فَيُقَالُ: اَلَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ فَلَا يَهْتَدِيْ لِاسْمِهٖ حَتّٰى يُقَالَ لَهُ : مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ : مَا أَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوْا قَوْلًا فَقُلْتُ كَمَا قَالَ النَّاسُ، فَيُقَالُ لَهُ : عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتَ وَعَلٰى ذٰلِكَ مِتَّ وَعَلٰى ذٰلِكَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ النَّارِ فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنَ النَّارِ وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُ: ذٰلِكَ مَقْعَدُكَ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيْهِ لَوْ أَطَعْتَهُ فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا ثُمَّ يُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ أَضْلَاعُهُ فَتِلْكَ الْمَعِيْشَةُ الضَّنْكَةُ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ : (فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكاً وَّنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمٰى) (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۳۱۱۳، باسناد حسن)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُردہ کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے، تو وہ لوگوں کے لوٹتے ہوئے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے، پھر اگر وہ مومن (صالح) ہوتا ہے، تو نماز اس کے سر کی طرف اور روزے اس کی دائیں طرف اور زکاۃ اس کی بائیں طرف، اور صدقہ اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی اور نیک سلوک اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا عمل اس کے پیروں کی طرف آ جاتا ہے، پھر جب اس کے سر کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو نماز کہتی ہے کہ میرے سامنے سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر جب اس کی دائیں طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو روزے کہتے ہیں کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر جب اس کی بائیں طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو زکاۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں، پھر جب اس کے پیروں کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو صدقہ اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی اور نیک سلوک اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا عمل کہتا ہے کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو بیٹھ جا، تو وہ بیٹھ جاتا ہے، اور اس کو سورج غروب ہونے کے مثل (منظر) محسوس ہوتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ تُو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے،

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

اور تُو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو، یہاں تک کہ میں نماز پڑھ لوں، تو وہ کہنے والے (فرشتے) کہتے ہیں کہ بے شک تو عنقریب یہ عمل کرلے گا، ہمیں اس چیز کے بارے میں بتاؤ، جس کے بارے میں ہم تجھ سے سوال کررہے ہیں، تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ تُو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تُو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ یہ محمد ہیں، جن کے میں بارے میں میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ کے پاس سے حق لے کر آئے (جس میں قبر کی اس حالت کا بھی ذکر تھا) پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تُو اسی عقیدہ پر زندہ تھا، اور اسی پر تُو فوت ہوا، اور اسی پر تجھے ان شاء اللہ اٹھائے جائے گا، پھر اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ جنت میں تیرا ٹھکانہ ہے، اور اس میں وہ چیزیں ہیں، جس کو اللہ نے تیرے لئے تیار کررکھا ہے، پھر اس کے رشک اور خوشی میں اضافہ ہوجاتا ہے، پھر اس کے لئے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر تو اس کی نافرمانی کرتا، تو یہ تیرا اس جہنم میں ٹھکانہ تھا، اور اس میں جو کچھ اللہ نے تیار کررکھا تھا، پھر اس کے رشک اور خوشی میں اور اضافہ ہوجاتا ہے، پھر اس کی قبر میں سترّ ہاتھ تک کشادگی کردی جاتی ہے، اور اس قبر میں اس کے لئے روشنی کردی جاتی ہے، اور اس کے جسم کو اس چیز کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، جس سے وہ پیدا ہوا تھا، پھر اس کی روح کو پاکیزہ روحوں میں کردیا جاتا ہے، اور وہ پرندہ کی شکل میں ہوتی ہے، جو جنت کے درخت میں لٹکی ہوئی ہوتی ہے، اور یہی اللہ تعالیٰ کا (سورہ ابراہیم میں) قول ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اللہ مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) پکی بات سے دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت (وقبر) میں بھی (رکھے گا) اور کافر کے جب سر کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کی دائیں طرف سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کی بائیں طرف سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کے پیروں کی طرف سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو بیٹھ

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

جا، پھر وہ خوف زدہ اور وحشت کی حالت میں بیٹھ جاتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تُو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تُو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ کون سا آدمی؟ اس کو جواب میں کہا جاتا ہے کہ جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تو اس کو نام بھی معلوم نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ محمد، تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں سے ان کے بارے میں کچھ کہتا ہوا سنا تھا، تو میں نے بھی وہی کچھ کہا جو لوگ کہتے تھے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تو اسی عقیدہ پر زندہ رہا، اور اسی پر فوت ہوا، اور اسی پر ان شاء اللہ اٹھایا جائے گا، پھر اس کے لئے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا جہنم میں ٹھکانہ ہے، اور جو کچھ اللہ نے تیرے لئے اس میں تیار کر رکھا ہے، تو اس کی حسرت اور غم میں اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر تو ان کا کہنا مانتا، تو تیرا جنت میں یہ ٹھکانہ تھا، اور جو کچھ اللہ نے تیرے لئے اس میں تیار کر رکھا تھا، تو اس کی حسرت اور غم میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس پر اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، تو یہی وہ تنگ زندگی ہے، جس کے بارے میں اللہ نے (سورہ طٰہٰ میں) فرمایا (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ بے شک اس کے لئے تنگ زندگی ہے، اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھی حالت میں جمع کریں گے (ابنِ حبان)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین ادارہ

ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی

گزشتہ کئی سالوں سے ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کا نظم قائم ہے،حسبِ سابق اس سال بھی ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کا نظم قائم کیا گیاہے،ادارہ غفران میں ہونے والی اجتماعی قربانی سے متعلق جوہدایات وشرائط جاری کی گئی ہیں،ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(1)......صرف صحیح العقیدہ مسلمان ہی قربانی میں شرکت فرمائیں۔

(2)......مالِ حلال سے حصہ ڈالنے کا اہتمام فرمائیں،ورنہ سب کی قربانی ناقص ہونے کا اندیشہ ہے، جس کا پورا پورا وبال مال حرام سے شرکت کرنے والے پر ہوگا۔

(3)......شرکت کنندہ کی جانب سے ادارہ کی انتظامیہ جانور کی خریداور مختلف انواع (وہڑے، کٹے، اونٹ کے نرومادہ) کی تعیین سے لےکر ذبح کرنے کرانے، گوشت بنوانے اوردیگر آنے والے اخراجات کرنے وغیرہ، آخری مراحل تک وکیل کی حیثیت سے مجاز ہوگی، پیشگی اجازت ہونی چاہئے تاکہ شرعی طریقہ پرقربانی صحیح ہوجائے۔

(4)...... سری اورزبان بنانے کا انتظام نہیں ہوتا، بلکہ سری ضرورت مندوں کو فراہم کردی جاتی ہے،اوراجتماعی قربانی کی کھالیں بطورصدقہ ادارہ غفران کے مصارف میں جمع ہوکرثواب دارین کا باعث ہوجاتی ہیں،لہٰذا پہلے سے شرکاء کی طرف سے رضامندی ہونی چاہئے۔

(5)......پائے حصہ میں شامل کر کے گوشت کے ساتھ ملائے جاتے ہیں۔

(6)......اجتماعی قربانی میں اسی سال کی ادا قربانی کی نیت سے شامل ہوا جاسکتاہے۔

(7)......ادارہ کی طرف سے حصہ داران سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا،البتہ قربانی کے عمل میں آنے والے معقول اخراجات قربانی کی قیمت کی مد سے منہا کئے جاتے ہیں،جس کے لئے انتظامیہ کواجازت ہونی چاہئے۔

(8)......قربانی کے دن ادارہ سے رابطہ رکھا جائے اور بروقت اپنے حصہ کا گوشت حاصل کرلیا جائے، اس سلسلہ میں کوتاہی کرنے سے انتظامیہ کومشکلات اور بدنظمی کا سامنا ہوتا ہے،اورتاخیر ہونے پر گوشت

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

کے خراب وضائع ہونے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔

(9)......جانور کے چارہ پانی اور دیگر تمام اخراجات بھی قربانی کی قیمت میں شامل ہوتے ہیں،اور ادارہ کی طرف سے سستے جانور خریدنے کی ممکنہ کوشش ہوتی ہے، تاہم مارکیٹ کے اعتبار سے قیمت میں اتار چڑھاؤ ایک واضح چیز ہے،اس لئے اجتماعی قربانی کے تمام جانور یکساں قیمت کے نہیں ہوتے۔

(10) پہلے دن قربانی کے جانوروں کی تعداد مکمل ہونے پر، دوسرے، تیسرے دن قربانی ادا کی جاتی ہے، اس لئے پہلے دن باری نہ آنے پر تشویش نہیں ہونی چاہئے بلکہ دوسرے، تیسرے دن گوشت وغیرہ بنانے میں زیادہ سہولت رہتی ہے۔

(11) حساب وکتاب اور اپنی باقی ماندہ رقم کے حصول کے لئے قربانی کے زیادہ سے زیادہ ایک ماہ بعد تک رابطہ کر کے حساب بے باق کر لینا چاہئے، تاکہ انتظامیہ کو دشواری کا سامنا نہ ہو، بصورتِ دیگر باقی ماندہ رقم ادارہ کے فنڈ میں جمع کر لی جائے گی۔

امسال ۱۴۳۴ھ(2013ء) کے لئے اجتماعی قربانی میں فی حصہ قیمت

ادنیٰ حصہ: پانچ ہزار روپے(5000/-) عام حصہ: سات ہزار روپے(7000/-)

متوسط حصہ: آٹھ ہزار پانچ سو روپے(8500/-)

مزید معلومات کے لئے

ادارہ غفران ٹرسٹ گلی نمبر 17 چاہ سلطان راولپنڈی

فون نمبرز:051-5507270-0333-5365830، سے رجوع فرمائیں۔

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ پانچواں ایڈیشن)

ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام

”ماہِ ذی الحجہ“ سے متعلق فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات، ماہِ ذی الحجہ خصوصاً عشرۂ ذی الحجہ، شبِ عید، عیدُ الاضحیٰ اور قربانی کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہونے والے فضائل ومسائل

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (جنت اوراس کی بہاریں:قسط۱۳) مفتی محمدامجد حسین

جنت کے قرآنی مناظر

(ا)...... الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ (سورة الاعراف، رقم الآية ۵۱)

ترجمہ:جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے سو آج ہم انہیں بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور جیسا وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے (اعراف)

پچھلی آیت میں اہلِ جہنم،اہلِ کفر کا اہلِ جنت کے ساتھ ایک مکالمے کا ذکر تھا،اس آیت میں ان اہلِ کفر کے منجملہ کفریہ اعمال کے (جوان کو جہنم میں لے جانے کا باعث ہوئے) ایک خاص عمل (یعنی بدعملی) کا تذکرہ ہے،اور یہ قرآن مجید کا ایک عمومی اسلوب ہے کہ وہ اچھے برے لوگوں کے اچھے برے اعمال کو موقعہ بموقعہ،ایک ایک،دودوکر کے بیان کرتا ہے،کہیں مومنین،صالحین کا تذکرہ کرکے ان کے کسی ایک آدھ اچھے عمل کو بیان کیا،اور اس عمل پر ان کی تعریف کی،اور اس عمل پر نجات وکامیابی اور جنت کے اعزاز و اکرام،حور وقصور وغیرہ،کا تذکرہ کیا،تو پھر کسی اور موقعہ پر مومنین،صالحین کے تذکرہ کے ضمن میں ان کے کسی اور اچھے عمل کا ذکر کیا،علی ہذا القیاس اہل کفر کا تذکرہ بھی ان کے مختلف برے اعمال کے ذکر کے ساتھ اور وعید ووبال کے بیان کے ساتھ پورے قرآن مجید میں پھیلا ہوا ہے۔

لہوولعب کیا ہے؟

لَہو،تماشہ،شغل،تفریح،مقصد سے غافل کرنے والے کام واشیاء کو کہتے ہیں۔لعب،کھیل،لذت وتفریح کی خاطر کوئی کام کرنا،ایسا فعل کرنا جس پر کوئی فائدہ مرتب نہ ہو،یہ لہوولعب کے کلمات قرآن مجید میں کئی مواقع پر استعمال ہوئے ہیں،بعض مواقع پر تو خود اس دنیوی زندگی کو ہی لہوولعب قرار دیا گیا ہے کہ اس کے بعد آنے والی ابدالآباد کی زندگی،جو حقیقی زندگی ہے،اس کے مقابلے میں یہ فانی زندگی محض چندروزہ کھیل و تماشہ ہی ہے،دنیا کی زندگی کے یہ ہنگامے اور چہل پہل،جن میں ہمیشہ انسانوں کی غالب اکثریت

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

مشغول ومنہمک رہتی ہے، غور سے دیکھا جائے، تو لہو ولعب سے زیادہ کچھ نہیں، جن چیزوں کو، جن کاموں کو، لوگ مقصد اور ہدف بنا کر زندگی کی قیمتی ساعتیں اس کی نذر کررہے ہیں، اپنی زندگی کا سرمایہ، سانسوں کا راس المال، جن کاموں میں خرچ کردیتے ہیں، وہ اس فانی زندگانی کے عارضی شغل میلے ہیں، اور وقتی لذّات وتفریحات ہیں، حالانکہ سانسوں کے اسی راس المال سے، زندگانی کی اسی جمع پونجی سے جنت جیسی لازوال وسدا بہار پراپرٹی، اور جائیداد بھی خریدی جاسکتی ہے، جس کو قرآن نے دارالسلام اور دارالقرار کہا ہے، ایسے اعمال، افعال، اقوال، عادات کا پورا ایک دستورالعمل شریعت نے دیا ہے، جن میں سے ایک ایک قول وعمل جنت کے وسیع وعریض رتبے کا عوض وقیمت بن سکتا ہے، عبادات، اخلاقیات، عقائد و ایمانیات کی ایک ایک بات پر، ذکر وتلاوت کے ایک ایک بول پر غور کریں، کیا بیش بہا اعمال ہیں؟ جن میں زندگانی کو خرچ کرکے آخرت کا بڑے سے بڑا سودا کیا جاسکتا ہے، اس کے ماسوا دنیا کے جو کچھ شغل میلے، لذات وخواہشات ہیں، سب لہو ولعب ہیں کہ آخرت کے بازار میں بے فائدہ ہیں، کھوٹے سکے ہیں، ردی مال ہے، جہنم کا ایندھن ہیں، اور جہنم کا ایندھن بنانے اور جلانے والی دیا سلائیاں ہیں۔

ایک لطیف نکتہ

لہو کو اگر تماشہ قرار دیں، اور لعب کو کھیل قرار دیں (جو اِن دونوں لفظوں کا عمومی مفہوم ہے) تو آخرت فراموش تمام انسان، خدا بیگانہ اور دین بیزار سب معاشرے اسی سرکل میں گھوم رہے ہیں، جو لوگ عملاً کسی بیہودگی میں کسی فضول عمل میں، کسی گناہ کے کام میں مشغول ہیں، اس سے لطف اندوز ہورہے ہیں، وہ لعب میں مبتلا ہیں، اور جو عملاً مشغول نہیں، لیکن اس میں دلچسپی رکھتے ہیں، جذبات وترجیحات ان کے بھی انہی کاموں کے گرد گھومتے ہیں کہ ہمیں بھی جب جب ان میں سے جس جس عمل کا موقع ملے، خوب خواہش پوری کریں، خوب لطف اندوز ہوں، اور یہ لوگ تماش بین بن کر مشغولین کے اعمال کا تماشہ کررہے ہوں، انہیں دلچسپی ودلجمعی کے ساتھ دیکھ دیکھ کر لذت یاب ہورہے ہیں، خوش ہورہے ہیں، تو گویا لہو میں مبتلا ہیں، اس سے لہو ولعب کی قرآنی اصطلاح کی جامعیت کا اندازہ لگائیے کہ انسانوں کی غالب اکثریت کے مشاغل کا دو لفظوں میں قرآن مجید نے نقشہ کھینچ دیا۔

بعض مثالیں.........!

کرکٹ کے میدان میں سو پچاس انسان ایک لعب میں مشغول ہیں، اپنی جوانیاں، توانایاں، زندگانی اس لعب میں برباد کررہے ہیں، اور میڈیا کے کرم فرمائیوں سے دنیا کے لاکھوں انسان پردہ سکرین پر اس لعب

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

کو دیکھ دیکھ کر ہی تفریح اٹھارہے ہیں،خوش ہورہے ہیں،زندگانی کا راس المال ایک لہو میں،ایک تماشہ میں برباد کررہے ہیں،اس طرح موسیقی وغناء کی مجالس،فسق وفجور کے بہت سارے کام،فلم اوراب خیر سے انٹرنیٹ(سوشل میڈیا)کے پردہ سکرین پر برپا ہونے والی دنیا جہان کی بیہودگیوں اورفحش کاریوں کا طوفان بے تمیزی کہ چند سو یا چند ہزار جوان پروگراموں کے فن کار،ایکٹر ہوتے ہیں،ایک لعب میں مبتلا ہوتے ہیں،اور براہ راست یا میڈیا کے ذریعے،لاکھوں کروڑوں انسان ان کی بیہودگیوں کا تماشہ کرنے میں،گناہ کے ایک بے فائدہ وبے مقصد کام میں زندگی ضائع کررہے ہوتے ہیں،یہ نظارہ کرنے والے،دیکھنے والے،سب لہو میں مبتلا ہیں،واضح رہے کہ جس قول وعمل کی چوٹ وضرب آخرت پر نہ پڑے،اس کے ذریعے جنت ونجات اورخدا کی خوشنودی کی تجارت نہ ہو،وہ بے مقصد وعبث کام ہی ہے(مباحات کا دائرہ مستثنیٰ ہے)لہٰذا لہو یا لعب میں داخل وشامل ہے،قرآن مجید میں ایسے ہی اعمال کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن ان اعمال کو دھول اورگردوغبار بنا کر اڑادیا جائے گا،کوئی قیمت ان کی نہ لگے گی۔**فجعلناه هباء ا منثورا** (سورة الفرقان، آية ۲۳) ''پھر ہم نے کرڈالا اس کو خاک اڑتی ہوئی''

---

(۱)...... وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهِ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ وَإِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذْ مِنْهَا أُولَئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ (سورة الانعام، رقم الآية ۷۰)

ترجمہ:اورانہیں چھوڑ دو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اورتماشا بنارکھا ہے اوردنیا کی زندگی نے انہیں دھوکہ دیا ہے اورانہیں قرآن سے نصیحت کر،تاکہ کوئی اپنے کیے میں گرفتار نہ ہوجائے (بلکہ اپنے کئے کی معافی تلافی کرکے نجات کا سامان اپنے لئے کرے)کہ اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اورسفارش کرنے والا نہ ہوگا اوراگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے گا تب بھی اس سے نہ لیا جائے گا یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے کیے میں گرفتار ہوئے ان کے پینے کے لیے گرم پانی ہوگا اوران کے کفر کے بدلہ میں دردناک عذاب ہوگا(سورہ انعام)

یہ اہل کفر وہ لوگ ہیں،جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنارکھا ہے۔

دینھم یعنی اپنے دین کو،یہاں دین کا معنیٰ متعین کرنے میں مفسرین کو مشکل پیش آئی ہے کہ اس سے کون سا دین مراد ہے،آیا جیسا کیسا،الٹا سیدھا اورمسخ شدہ دین ان کے پاس ہے،اس کو انہوں نے کھیل تماشہ بنایا ہے،یا جو صحیح دین ہر زمانے میں اللہ کی طرف سے آتا ہے،یعنی دین فطرت،دین اسلام اس کو انہوں

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

نے کھیل تماشہ بنایا ہے، کہ اسے چھوڑ کے اس کے مقابلے میں کھیل تماشے کی چیزوں کو اختیار کیا ہے، دونوں باتیں مفسرین کے ہاں ملتی ہیں، تطبیق، حاصل مراد اور حاصل مقصود کی تعیین یوں ہوسکتی ہے، کہ اصل دین تو ایک ہی دین فطرت رہا ہے، جو توحید ورسالت، قیامت اور عبادات واخلاقیات کی تعلیم پر مشتمل رہا ہے، اور ہر زمانے میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعے امتوں اور ملتوں کو، قوموں اور قبیلوں کو، معاشروں اور سوسائٹیوں کو برابر ملتا اور پہنچتا رہا ہے، جس کو ماننے والے مانتے اور ٹھکرانے والے ٹھکراتے رہے ہیں، لیکن خود ماننے والوں، ایمان لانے والوں اور انبیاء کی اطاعت اختیار کرنے والوں میں بھی آہستہ آہستہ اور بتدریج بگاڑ پیدا ہوکر اس دین کی اصل حقیقت مسخ وتبدیل ہوتی رہی ہے، حتیٰ کہ چند نسلیں یا چند صدیاں گزرنے کے بعد کسی امت اور قوم کو عطا ہونے والے اصل اور صحیح دین کے مقابلے میں ایک بالکل مسخ شدہ، متغیر ومتبدل دین دنیا کے سامنے آن موجود ہوتا، یہ مجموعہ خرافات اور آمیزہ لہوولعب ہونے کے باوجود اس قوم اور امت کے ہاں، لیبل اس پر اسی دین کا لگا ہوتا ہے، جو اصلاً ان کے نبی کو ملا تھا۔ یہود و نصاریٰ، ہنود ومجوس، اور بدھ مت وغیرہ ملل سابقہ کی مذہبی تحریفات وتغیرات اور دینی بگاڑ کی تاریخ کے مطالعے سے، اور خود قرآن وسنت سے یہود ونصاریٰ کا اپنی شریعتوں کے احکام میں دخل اندازی ورخنہ اندازی کی نشاندھیوں سے یہ امر بڑا واضح ہوکر سامنے آتا ہے۔

مفسر عبدالماجد رحمہ اللہ نے کیا خوب تجزیہ کیا ہے، لکھا ہے کہ:

> ”دین کو بھلا کوئی قوم بھی مشغلہ وتفریح بنا سکتی ہے؟ مفسرین کو اسی لئے یہاں دین کے معنیٰ متعین کرنے میں دقت پیش آئی ہے، حالانکہ ہندی مسلمان اپنے گردوپیش جو کچھ دیکھ رہا ہے، اس کے بعد کوئی دشواری نہیں رہتی۔ یہ ہولی جیسے تہوار کو محض ناچ اور رنگ، فحش گوئی اور شراب نوشی کا جلسہ بنالینا، دسہرہ کی حیثیت محض ایک سوانگ اور ناٹک کی رکھ لینا، یہ بڑے دن (کرسمس کے دن) کو شراب نوشیوں اور بدمستیوں کے لئے خاص کردینا یہ نوروز کے شاہانہ جلسے، یہ سب مثالیں اور نظیریں اگر دین کو لہوولعب اور مشغلہ وتفریح بنالینے کی نہیں تو اور کیا ہیں؟ اللہ اپنی نعمتوں سے سرفراز کرے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو، کیسی گہری اور نکتہ رسی کی بات فرما گئے ہیں کہ:
>
> قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیدًا یُعَظِّمُونَہُ وَیُصَلُّونَ فِیهِ وَیُعَمِّرُونَہُ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی .ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ أَكْثَرُهُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَأَهْلُ الْكِتَابِ اتَّخَذُوا عِيدَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا غَيْرُ الْمُسْلِمِينَ (تفسیر الرازی، ج ۱۳، ص ۲۴، سورۃ

Idara Ghufran

الانعام، تحت رقم الآیۃ ۷۰) لے

عبرت کے ساتھ ہمارے اہلِ اعراس (عرس، میلے ٹھیلے، قوالیاں، میلادالنبی کے مبارک موقعہ پر کی جانے والی بیہودگیاں) غور کریں کہ خود ان کے ہاں عرس اور میلے جو بدعات اور منکرات کے مجموعے ہوتے ہیں، کہیں اس وعید کے تحت میں تو نہیں آجاتے۔ فھل من مدکر۔ ع آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں

(ملاحظہ ہو "تفسیر ماجدی، ج۲،ص۵۱، سورہ انعام، ذیل آیت نمبر۷۰)

لے ترجمہ: اللہ نے ہر امت، ہر قوم کے لئے (ان کے دین ومذہب میں) ایک عید (عبادت اور خوشی کا دن) رکھی تھی، جس کی وہ لوگ تعظیم وادب کرتے، اس دن میں اللہ کی عبادت کرتے، اور اللہ کی یاد سے اس دن کو آباد وشاداب کرتے، پھر (آہستہ آہستہ) اکثر لوگ مشرکین اور اہلِ کتاب کے اپنی عید کو، اپنی خوشی کے مذہبی تہوار کو لہو ولعب اور خرافات کا موقعہ بنا گئے، سوائے مسلمانوں کے۔

یہ تو ابن عباس نے فرمایا تھا "سوائے مسلمانوں کے" لیکن اب عامۃ الناس مسلمانوں کی اکثریت جو ہنود ونصاریٰ کے دیکھا دیکھی، غم و خوشی اور عرسوں، میلوں، میلادالنبی کے جلسوں وغیرہ کی صورت میں ایسے لہو ولعب میں مبتلا ہوگئے ہیں، وہ اس آیت کی روشنی میں ضرور اپنی روش پہ غور کریں۔

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

نظارۂ وطن

محمد امجد حسین

سلطان شہاب الدین غوری کے مقتل پر (قسط۲)

تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا

یہ اسلام ہی کا بخشا ہوا جذبہ اخوت اور دِین ہے، جو وہ پوری امت مسلمہ میں قائم کرتا ہے، کہ اپنے ماننے والوں کو تمیز رنگ و نسل سے بے نیاز کرکے ''خیر الامم'' کا اعزاز اور ''انما المومنون اخوۃ'' کا منشور ''المسلم اخو المسلم'' کا دستور فراہم کرتا ہے۔

اسلام کی عطا کردہ، اس روحانی، ربانی، شعور اور ذوق یقین ہی کا اثر ہے، کہ یہ برہمن زاد، چوہان راجپوت جو نسب و نسل میں پرتھوی راج کا ہم نسب ہے، لیکن اپنا ہیرو شہاب الدین غوری کو قرار دیتا ہے، اپنی اس اسلامی تاریخ پر فخر کرتا ہے، جو شہاب الدین غوری نے مرتب کی، ورنہ آج مسلمانوں میں ایسی لبرل و سیکولر پوری نسل تیار ہو کر میدان میں سرگرمِ عمل ہے، جو اسلامی معاشرے کا جزو ہوتے ہوئے بھی، مسلمان سوسائٹی سے تمام توانائیاں کشید کرتے ہوئے بھی کبھی سندھ کے راجہ داہر پہ فخر کرتی ہے، اور محض لسانی اور علاقائی بنیادوں پر محمد بن قاسم کے مقابلے میں اسے اپنا ہیرو قرار دیتی ہے، تو کبھی فکری بنیادوں پہ محمد عربی کی تعلیمات کے مقابلے میں کارل مارکس، لینن اور اسٹالن کو اپنا فکری امام گردانتی اور کمیونسٹ مینوفیسٹو (Meno Festive) میں راہِ نجات ڈھونڈتی ہے، اور مکہ و کعبہ کے بجائے پہلے ماسکو و کریملن اور اب برلن اور واشنگٹن کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دیتی ہے، خیبر پختونخوا کے سرخ پوش نیشنلسٹوں کے ایک بڑے لیڈر نے کچھ سال پہلے میڈیا کے ایک چینل پر کس دیدہ دلیری سے محمد بن قاسم کو رگیدتے ہوئے، راجہ داہر کی شان میں قصیدے پڑھے تھے، اور اسے اپنی تاریخ کا ہیرو قرار دیا تھا، یہی حال سندھ کے قوم پرستوں کا بھی ہے، اقبال نے اسی تناظر میں ایک فلسفہ زدہ سید زادے سے خطاب کیا تھا کہ:

میں ہوں اصل کا خاص سومناتی — آبا ہیں میرے لاتی و مناتی
تو سید رسول ہاشمی کی اولاد — میری کف خاک برہمن زاد
تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا — زناری برگساں نہ ہوتا

Idara Ghufran
Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

چھوٹی میمونہ کی شکوہ سنجی

میمونہ عرفان اکبر صاحب کی پانچ سالہ بیٹی ہے، ماشاءاللہ بڑی ہونہار اور ع

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

کی مصداق ہے، میمونہ دھمیک کے سفر میں ہماری ہم سفر تھی، اور موٹر سائیکل کی تیسری سوار، اتنا طویل سفر اور گرمی کا موسم بڑے اطمینان اور سکون سے طے کرنا اس کی ہمت تھی، اور اس کے جفاکش والد کے انداز تربیت کا ایک مظاہرہ بھی، جو اسے ''ممی ڈیڈی نسل'' کا ہم قرین بنانے کی بجائے جفاکشی اور ہمت ومحنت کا خوگر بنانا چاہتے ہیں، اللہ کرے کہ یہ بچی والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے، پچھلے ماہ سفرنامے میں اس کا ذکر میں نہ کرسکا تھا، رسالہ نشر ہونے کے محض ایک دو دن بعد بھائی عرفان کا فون آیا کہ میمونہ آپ سے بات کرنا چاہتی ہے۔ فون پر معصوم میمونہ نے چھوٹتے ہی کہا کہ ''انکل! میں آپ کی پٹائی لگاؤں گی، آپ نے میرا نام کیوں نہیں لکھا''، میں نے اس کی دلجوئی کی، معذرت کی، اور وعدہ کیا کہ آئندہ ان شاءاللہ آپ کا ذکر بھی کروں گا، بلکہ دورانِ سفر میمونہ کو کان پر کسی چیز نے کاٹ بھی لیا تھا، کان کی لُو سرخ ہوگئی، اور درد ہونے لگا، تب ایک میڈیکل سٹور سے اس کے لئے لوشن، مرہم، اور دوائی دلائی گئی، اور لگائی کھلائی گئی (لو بھئی! میمونہ آپ کا ذکرِ خیر شاملِ داستاں ہوگیا)

غوری کے قاتل کون......؟

اس بارے میں مورخین کے بیانات مختلف ہیں، درج ذیل قوموں کو موردالزام ٹھہرایا گیا ہے، اور ان پر فردِ جرم عاید کی گئی ہے۔ (۱)......گکھڑ (۲)......کھوکھر (۳)......اسماعیلی ملاحدہ (عرب مؤرخین کی اصطلاح میں فدائیین یا حشیشین) [۱]

---

[۱] کھوکھر اور گکھڑ

کھوکھر اور گکھڑ کے متعلق خود یہ تاریخی قضیہ بھی موجود ہے کہ یہ ایک قوم کے دو نام یا دو شاخیں ہیں، یا دو الگ الگ قومیں ہیں، بدایونی کے علاوہ جن مورخین کے ہاں صرف ایک تلفظ کھکر یا ککر ملتا ہے، اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مورخین اس خطے میں ایک ہی قوم کو جانتے ہیں، جس کو وہ کھکر یا ککر کہتے ہیں، ہم خواہ کھوکھر کہیں یا گکھڑ، لیکن دوسری طرف ابن خلدون اگر لاہور اور ملتان کے درمیان کھوکھروں کا مسکن لکھتا ہے، تو یہ خطہ پوٹھوار سے باہر علاقہ ہے، جبکہ گکھڑوں کی تاریخ زیادہ تر میانوالی، ڈیرہ جات، خوشاب، جہلم، سے لے کر خطہ پوٹھوار تک (اور کچھ حصہ موجودہ ہزارہ کا) کے گرد گھومتی ہے، البتہ ملتان کے قریب پرانی شجاع آباد روڈ پر ایک تاریخی قصبہ کھوکھر کے نام سے موجود ہے، کہا جاتا ہے کہ اس علاقہ پر کھوکھروں کی حکومت رہی ہے، اور یہ قصبہ کھوکھروں کا مرکز حکومت ومستقر تھا، کھوکھر کے قریب ہی ہمروٹ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

گکھڑوں پر تو اس جرم کا الزام دراصل مورخ ابوالقاسم فرشتہ کی غلط فہمی پہ مبنی ہے، ورنہ بادی النظر میں وہ اس جرم سے بری ہیں، البتہ ابنِ خلدون [1] نے اپنی تاریخ میں مطلقاً ''گکر'' ہی لکھا ہے۔

فرشتہ [2] گکھڑ اور کھوکھر میں امتیاز اور فرق نہیں رکھ سکا، اپنی تاریخ میں کئی جگہ اس نے گکھڑ اور کھوکھر کو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تاریخی مقام ہے، ہمایوں بادشاہ مغل کے عہد میں یہاں فتح خان کھوکھر کا تسلط وحکومت تھی، ہمروٹ کے قبرستان میں بڑے بڑے کھوکھر سرداروں کی قبریں ہیں، کھوکھروں کے متعلق تاریخ میں یہ بھی ملتا ہے کہ یہ بادشاہ محمود غزنوی کے ہمراہ پوٹھوار وغیرہ، علاقوں میں آ کر آباد ہوئے تھے، اور ہاشمی الاصل ہیں (دیکھئے، انسائیکلو پیڈیا ''پاکستانیکا''، زیرِ مادہ) جبکہ گکھڑ قدیم مشرک قوم ہے، جو زمانہ قبل مسیح کے کسی دور میں اس علاقے میں آئے، اور محمود غزنوی کے حملوں کے وقت یہ پہلے سے یہاں موجود اور انند پال کے لشکر کا حصہ تھے، یہ انتہائی زور آور، وحشی اور سرکش قوم تھی، شہاب الدین ہو یا اس کے تین ساڑھے تین سو سال بعد شیر شاہ سوری، ہر فاتح اور مہم جو کے ساتھ اس قوم نے اپنے عہد میں بھرپور پنجہ آزمائی کی ہے، مغلوں کے ساتھ البتہ ان کے تعلقات حلیفانہ ومطیعانہ رہے ہیں۔

[2] ملا محمد قاسم ہندو شاہ، لقب فرشتہ ہے۔

وطن استر آباد ہے، ولادت ۱۵۵۲ء (۹۵۷ھ) کے لگ بھگ ہے) پہلے احمد آباد (گجرات) میں مرتضٰی نظام شاہ کے دربار سے وابستہ رہے، پھر بیجا پور آئے، اور ابراہیم عادل شاہ (حاکم بیجابور) کی ملازمت اختیار کی، ابراہیم عادل شاہ علم دوست شخص تھا، اور ابوالقاسم علوم وفنون سے آراستہ باکمال فرد خصوصاً تاریخ سے اسے بہت دلچسپی، اور تاریخ میں مہارت تھی، ابراہیم عادل شاہ نے علمِ تاریخ میں اس کی مہارت کے پیش نظر انہیں ہندوستان کی مربوط تاریخ لکھنے کا حکم دیا، فرشتہ یہ چاہتا تھا کہ تاریخ میں حقائق بلا کم وکاست نقل کئے جائیں، تعصب، کسی کی بے جا حمایت کا اس میں اثر نہ ہو، اور بادشاہ کی سرپرستی میں تاریخ لکھنے کی صورت میں شائد امانت ودیانت کے اس فریضے کی صحیح معنوں میں بجا آوری نہ ہو سکے، اس لئے وہ ٹال مٹول کرتا رہا، آخر بادشاہ کے اصرار پر اس نے عملاً بادشاہ کے باپ علی عادل شاہ کے قتل کا واقعہ لکھا، جو اپنی ایک نامناسب حرکت کی وجہ سے قتل ہوا تھا، صحیح واقعہ لکھ کر بادشاہ کو دکھا دیا، بادشاہ بھی علم دوست اور انصاف پرور تھا، اس نے اس پر بھی فرشتہ کی حوصلہ افزائی کی کہ اسی طرح جرائت اور حقیقت کی رعایت کے ساتھ تاریخ لکھے۔

فرشتہ نے یہ تاریخ 1206ء میں شروع کر کے 1211ء میں مکمل کی، 32 تاریخی کتب سے استفادہ، اس نے اپنی تاریخ میں کیا ہے، گذشتہ صدی میں تاریخ فرشتہ کے دو اردو ترجمے ہوئے، دونوں لفظی تھے، ایک مطبع نول کشور سے دوسرا حیدر آباد دکن کے دار الترجمہ سے شائع ہوا۔ ایک رواں اور سلیس ترجمہ خواجہ عبدالحی ایم اے 4 کا 2003ء میں لاہور سے شائع ہوا، جو ہمارے پیش نظر ہے، کھکر اور کھوکھر کے التباس کے علاوہ فرشتہ نے دھمیک کو برمہیک لکھا ہے، یہ بھی غلطی ہے، کیونکہ باقی مورخین نے دھمیک ہی لکھا ہے، اور موقعہ پر ابھی تک اس موضع کا یہی نام ہے، تاریخ فرشتہ 4 جلدوں میں مکمل ہوئی ہے۔ فرشتہ گکھڑوں یا کھوکھروں کا علاقہ دریائے سندھ سے لے کر (میانوالی سے دریائے سندھ تا ہے) کوہ شوالک کے دامن تک قرار دیتا ہے۔ ایضاً۔

[1] ابن خلدون:

ابن خلدون ۷۳۲ھ (بمطابق 1332ء تا 1406ء میں) تیونس میں پیدا ہوئے، 808ھ میں قاہرہ (مصر) میں فوت ہوئے، ابن خلدون کی زندگی سیاسی مہمات اور حوادث وانقلابات سے بھرپور زندگی تھی، قلعہ ابن سلامہ میں ابن خلدون نے گوشہ نشینی اور یکسوئی کے چند سال گزارے، انہی چند سالوں میں علم وفضل کے اس پیکر نے وقت کی قدر دانی کرتے ہوئے، مقدمہ ابن خلدون اور تاریخ ابن خلدون کی شکل میں دنیا کو ایک قابل قدر تحفہ دیا، خصوصاً مقدمہ ابن خلدون نے تو ابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

خلط ملط کردیا ہے، وہ کھوکھر کو کہکر لکھتا ہے، حالانکہ یہ تلفظ ورسم الخط دوسرے فارسی مآخذ میں کھوکھروں کے لئے نہیں، بلکہ گکھڑوں کے لئے استعمال ہوا ہے(جیسا کہ بدایونی نے گکھڑ کا تلفظ سے کہکر لکھا ہے) اس طرح ان دونوں ناموں میں شدید التباس پیدا ہوجاتا ہے، رہی سہی کسر کاتبوں نے پوری کردی، تاریخ فرشتہ میں اس طرح کی بہت کتابت کی غلطیاں ہیں، کئی جگہ کہکر لکھا، اور چھپا ہے، اوراس سے مراد کھوکھر لیتے ہیں، سلطان آدم جو گکھڑ راجہ تھا، جس کے ساتھ شیر شاہ سوری کی جنگیں ہوئیں، اورروات کے قریب سوری کے ساتھ جنگ میں وہ کام آیا، اور مقتول ہوا، روات میں ہی اس کا قلعہ نما مقبرہ تاریخی عمارت ہے، جس کا تعارف ہم اپنے ایک سفرنامے میں انہی صفحات پر کرچکے ہیں، تاریخ فرشتہ میں اسے کہکر لکھا ہے، جس سے مراد وہ کھوکھر لیتے ہیں، حالانکہ بدایونی نے منتخب التواریخ میں کہکر کا تلفظ اور رسم الخط گکھڑوں کے لئے استعمال کیا ہے، کھوکھروں کو اس نے کھوکھر ہی لکھا ہے، اور گکھڑ کھوکھر کے فرق کو ملحوظ رکھا ہے۔

اسی طرح تلک چندر کھوکر، جسرت کھوکھر کو فرشتہ نے کہہ کر لکھا ہے، حالانکہ کھوکھر لکھنا چاہئے تھا، تاکہ گکھڑ کا اشتباہ نہ ہو، کیونکہ دوسرے فارسی مورخین کہہ کر کا ہجائی تلفظ گکھڑوں کے لئے استعمال کرتے ہیں، نہ کہ کھوکھروں کے لئے۔

اب یا تو اسے خود ابوالقاسم فرشتہ کی رسم الخط اور ہجائی تلفظ میں باریک فرق کو ملحوظ نہ رکھنے پر محمول کیا جائے گا، یا فرشتہ سے حسن ظن رکھیں کہ وہ ایسی غلطی بار بار نہیں کرسکتا، تو پھر کاتبوں کے کھاتے میں یہ جرم جاتا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خلدون کو لازوال شہرت بخشی، اوراس کا نام، ہمیشہ کے لئے زندہ کردیا، ابن خلدون علم تاریخ میں امامت اوراجتہاد کا مرتبہ رکھتا ہے، مقدمہ ابن خلدون فلسفہ تاریخ اوراصول تاریخ پر اس کا وہ لازوال اورقابل قدر شاہکار ہے، کہ جس نے دنیا کو تاریخ نگاری کے اصول اورقوانین عطا کئے، مشرق ومغرب میں گزشتہ چند صدیوں سے رائج تاریخ کے جس اسلوب اور معیار کی بنیاد پڑی، وہ بہت کچھ ابن خلدون کے مقدمہ تاریخ کے مرہونِ منت ہے، ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں سلطنتوں اور سوسائٹیوں، تہذیبوں اور تمدنوں کے عروج وزوال، آغاز واختتام کا بڑا منضبط اور مربوط فلسفہ پیش کیا ہے، اور تاریخ کے لئے روایت ودرایت اور جانچ پرکھ کی، بہترین کسوٹی مرتب کی ہے، ابن خلدون کی تاریخ چونکہ عربی میں ہے، اس نے عربی تلفظ کے تحت کھوکھر کو ککر لکھا ہے۔

گکھڑ قوم میں اسلام عمومی طور پر شہاب الدین غوری اوراس کے بعد پھیلا ہے، جب ایک مسلمان بزرگ اس علاقے میں ان کے پاس رہے، یا ان کے ہاتھوں گرفتار ہوئے، اوراس نے ان کو اسلام سے متعارف کیا، اور قوم کے سردار نے اسلام قبول کیا، تو اس قوم میں اسلام کے فروغ کی راہیں کھلیں۔

فرشتہ نے اپنی تاریخ میں اس قوم کے بعد غوری اسلام قبول کرنے کا یہ واقعہ لکھا ہے، دیکھئے فرشتہ ج۱، ص۱۵۱۔

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

ہے، اور کتابت کی بے احتیاطی یا غیر ذمہ داری کہی جاسکتی ہے کہ ایک قوم کا بارِ گناہ اس کی گردن سے اٹھا کر دوسری قوم کے سر ڈال دیا گیا، جو اس جرم سے بری ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

اب رہ گیا دو قوموں کا معاملہ، کھوکھر اور اسماعیلی ملحدین۔

قاضی منہاج کا اسماعیلیوں پر فردِ جرم

طبقاتِ ناصری کے مصنف قاضی منہاج سراج (۶۵۸ھ بمطابق ۱۲۶۰ء) اسماعیلیوں کو قاتل قرار دیتے ہیں، اور مورخین میں اس معاملے میں قاضی منہاج منفرد ہیں، متقدم مورخین نے بھی قتل کا یہ جرم اسماعیلیوں کے کھاتے میں نہیں ڈالا، اور متاخر مورخین نے بھی بالعموم قاضی منہاج کی روایت کو قبول نہیں کیا، بلکہ باقی مورخین کے بیان کو ہی لیا ہے، جو کھوکھروں کو قاتل قرار دیتے ہیں۔

قاضی منہاج کی اس روایت کی بنیاد کیا ہے؟ اس سلسلے میں ایک قیاس تو یہ کیا گیا ہے کہ سندھ وملتان میں اسماعیلی قرامطہ یعنی باطنین کی سلطنت کے آثار وکھنڈرات پر ناصر الدین قباچہ نے اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی، جو شہاب الدین غوری کا صوبہ دار تھا، اس اثناء میں جب غوری کا واقعہ قتل پیش آیا، تو سندھ وملتان میں عامۃ الناس کو باطنی اسماعیلیوں سے متنفر کرنے کے لئے سیاسی طور پر عوامی دنیا میں افواہ کی حیثیت سے اسماعیلیوں کو قاتل نامزد کر کے مشتہر کیا گیا، اور یہی پھیلی ہوئی باتیں قاضی منہاج تک پہنچیں، اور اسماعیلی اس سلسلے میں پہلے ہی بدنام تھے، کہ سوڈیڑھ سو سال سے اسماعیلی فدائیین کے خنجر بردار ٹولے سارے عالمِ اسلام میں خوف ودہشت برپا کئے ہوئے تھے، ان خنجر بردار حشیشین (چرسی) فدائیین کے ہاتھوں دنیائے اسلام کے انتہائی قیمتی لوگ ضائع ہوئے، بڑے عظیم سلاطین، شاہزادے، امراء، وزراء، اہل علم وفضل لوگ ان خنجر بردار خونی قاتلوں کے ہاتھوں پُراسرار طریقے پر شہید ہوتے رہے، جو بہت گہری پلاننگ، خفیہ منصوبہ بندی، عیاری ومکاری کی نہایت باریک اور پوشیدہ چالوں سے شاہی درباروں، امراء کے محلات، اور محفوظ مقامات تک پہنچ جاتے، اور آناً فاناً ظاہر ہو کر ہاتھ دکھا جاتے، نظام الملک جیسا مدبر اور عالی دماغ سلجوقی وزیر ان درندہ صفت اور بے رحم فدائیین (حشیشین) کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

(۲)...... قاضی منہاج کی اس روایت کی دوسری وجہ یہ بھی قیاس کی گئی ہے کہ فدائیین کا لفظ عام طور پر اسماعیلی مفسد خنجر بردار جنونی قاتلوں کے لئے رائج تھا، اور خود تاریخ میں ان اسماعیلیوں کے لئے فدائیین کا لفظ بکثرت استعمال ہوا ہے، حتیٰ کہ یہ لفظ سن کر اسی گروہ اور فسادی ٹولے کا تصور ذہن میں اُبھرتا ہے، اب بعض مورخین نے اس عمومی اصطلاح سے ہٹ کر لغوی طور پر کھوکھروں کی اس جانباز جماعت کے لئے جنہوں نے جانوں پر کھیل کر غوری کو شہید کیا، انہیں فدائیین لکھا، جیسا کہ خود بدایونی نے بھی ''فدائیانِ

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

کھوکھر"۱ لکھا ہے، اب دوسرے مورخین کے ہاں صرف فدائی کا لفظ دیکھ کر قاضی منہاج اس سے مراد اسماعیلی باطنی فدائی گروہ سمجھ بیٹھے، یہ قیاسات ریاست علی ندوی نے اس موضوع پر اپنے ایک مقالے میں کئے ہیں، لیکن یہ دونوں باتیں محلِ نظر ہیں۔ ۲ (جاری ہے......)

۱ کھوکھروں کے متعلق ابن خلدون کہتا ہے کہ یہ، لاہور اور ملتان کے درمیان دشوار گزار پہاڑیوں میں آباد ہیں، اور ان کی افرادی قوت اور طاقت کافی زیادہ ہے، ابن خلدون لکھتے ہیں کہ سلطان غوری 602ھ میں کھوکھروں کی سرکوبی کے لئے آیا، جب وہ باغی اور سرکش ہو چکے تھے، سلطان کے گورنر لاہور کو خراج دینا بند کر کے ان کو للکارنے لگے تھے، لاہور اور غزنی کے درمیان کے راستے اور قافلے ان کے فتنہ سے غیر محفوظ ہو گئے، کہ کھلے عام، غارت گری اور لوٹ مار مچانے لگے، ابن خلدون نے سلطان کے حالت نماز میں سجدہ میں شہید ہونے کا ذکر کیا ہے، اور قاتلوں کے بارے میں ابن خلدون نے بھی اختلاف لکھا ہے کہ اسماعیلی باطنیہ یا کھوکھر دونوں میں سے کوئی گروہ ہے۔

۲ ریاست علی ندوی کا یہ مقالہ 1946ء میں المعارف (زیرِ ادارت، سید سلیمان ندوی) میں چھپا (دیکھئے عہد اسلامی کا ہندوستان)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

بسلسلہ: تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ رمضان: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

r ......ماہِ رمضان ۵٦۳ھ: میں حضرت ابوالمعالی احمد بن عبدالغنی بن محمد بن حنیفہ باجسرائی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۴۷۳)

r ......ماہِ رمضان ۵٦۷ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن احمد بن احمد بن احمد بن عبداللہ بن نصر بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۵۲۷)

r ......ماہِ رمضان ۵٦۷ھ: میں حضرت ابومنصور محمد بن محمد بن محمد بن سعد خراسانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۵۷۷)

r ......ماہِ رمضان ۵٦۷ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ بن خلف بن محمد بن نعمہ انصاری اندلسی رحمہ اللہ کا انتقالہ ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۵۸۵)

r ......ماہِ رمضان ۵۷۰ھ: میں فخر النساء حضرت خدیجہ بنت احمد بن حسن بن عبدالکریم نہروانی رحمہا اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۵۵۱)

r ......ماہِ رمضان ۵۷۲ھ: میں مشہور شاعر ابوعبداللہ محمد بن غالب اندلسی کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۷۴)

r ......ماہِ رمضان ۵۷٦ھ: میں حضرت ابوالعز محمد بن محمد بن مواہب بن محمد بغدادی خراسانی نحوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۸۳)

r ......ماہِ رمضان ۵۷۸ھ: میں حضرت ابوالفضل عبداللہ بن احمد بن محمد بن عبدالقاہر بن ہشام طوسی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۸۹)

r ......ماہِ رمضان ۵۸۰ھ: میں حضرت ابوالفضل محمد بن عبدالکریم بن فضل قزوینی رافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۹۷)

r ......ماہِ رمضان ۵۸۳ھ: میں حضرت ابوالفتح نصر بن فتیان بن مطر نہروانی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۱۳۸)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

r ...... ماہِ رمضان ۵۸۴ھ: میں حضرت ابوالمظفر اسامہ بن مرشد بن علی بن مقلد بن نصر بن منقذ کنانی شیزری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۱٦٦)

r ...... ماہِ رمضان ۵۸۵ھ: میں حضرت ابوسعد عبداللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ بن مطہر بن علی بن ابوعصرون بن ابوالسری تمیمی موصلی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۱۲۹)

r ...... ماہِ رمضان ۵۸۵ھ: میں حضرت ابویعقوب یوسف بن احمد بن ابراہیم شیرازی بغدادی صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۲۴۱)

r ...... ماہِ رمضان ۵۸۷ھ: میں حضرت ابوالحرم رجب بن مذکور بن ارنب ازجی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۲۳۰)

r ...... ماہِ رمضان ۵۸۸ھ: میں حضرت ابومنصور طاہر بن مکرام بن احمد بن سعد موصلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۳۰۲)

r ...... ماہِ رمضان ۵۸۹ھ: میں سلطان شاہ محمود بن ارسلان بن اتسز خوارزمی کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۲۱۹)

r ...... ماہِ رمضان ۵۹٦ھ: میں حضرت ابوجعفر احمد بن علی بن ابوبکر عتیق بن اسماعیل اندلسی فنکی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۳۰۴)

r ...... ماہِ رمضان ۵۹٦ھ: میں حضرت ابوجعفر مبارک بن ابوالفتح مبارک بن احمد بن زریق واسطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۳۲۸)

r ...... ماہِ رمضان ۵۹۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن محمد بن حامد بن محمد بن عبداللہ بن علی بن محمود بن ہبۃ اللہ اصبہانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۳۴۸)

r ...... ماہِ رمضان ۵۹۷ھ: میں حضرت ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبیداللہ بن عبداللہ بن حمادی بن احمد بن محمد بن جعفر بن عبداللہ بن قاسم بن نضر قرشی تیمی بکری بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابوالفرج ابن الجوزی کے نام سے مشہور اور کئی مشہور کتب کے مصنف ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۳٦۵ الیٰ ۳۷۹)

r ...... ماہِ رمضان ۵۹۹ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن ابراہیم بن نجا بن غنائم انصاری دمشقی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۳۹٦)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

علم کے مینار

مفتی محمدامجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

وہ ھند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان

P

جہانگیر تخت نشین ہوا، تو حضرت شیخ سرہندی رحمہ کو جو مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے خطاب سے مشہور ہیں، یہ خیال پیدا ہوا کہ اکبر کے دین الٰہی کی وجہ سے اس کی حکومت کے زمانہ میں اسلام کی عزت ووقار کو جو نقصان پہنچا ہے، اس کی تلافی جہانگیر کے ابتدائی دور حکومت میں ضرور ہونی چاہئے، اس لئے انہوں نے جہانگیر کے دربار کے ایک امیر لالہ بیگ کو لکھا کہ بادشاہت کے شروع ہی میں اگر مسلمانی کا راج ہوگیا، اور مسلمانوں نے اعتماد پیدا کرلیا، تو ٹھیک، اور اگر عیاذ باللہ سبحانہ توقف ہوا، تو پھر مسلمانوں کے لئے بہت مشکل وقت آجائے گا، الغیاث، الغیاث، الغیاث۔ پھر ایک اور امیر خانجہاں کو لکھا کہ اگر وہ شریعت محمدی ﷺ کی ترویج اور اشاعت کا کام لیں، تو وہ انبیا کی خدمت کر کے دین متین کو منور اور معمور کردیں گے، انہوں نے صدر جہاں کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ اب جب کہ سلطنتوں میں انقلاب ہوگیا، دشمنی اور فساد نے اہل مذہب کو بگاڑ دیا ہے، اسلام کے پیشواؤں، یعنی بڑے بڑے وزیروں، امیروں اور عالموں پر لازم ہے کہ اپنی تمام ہمت کو شریعت کی ترقی میں لگائیں، اور سب سے اول اسلام کے گرے ہوئے ارکان کو قائم کریں، کیونکہ تاخیر میں خیریت نہیں، اس تاخیر سے غریبوں کے دل بے قرار ہیں، گزشتہ زمانے کی سختیاں ابھی تک مسلمانوں کے دلوں میں برقرار ہیں، ایسا نہ ہو کہ تدارک نہ ہوسکے، اور اسلام کی غربت اس سے زیادہ ہوجائے، جب بادشاہ سنت (سنّیہ مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام) کی ترقی میں سرگرم نہ ہو، اور بادشاہ کے مقربین بھی اس بارے میں اپنے کو الگ رکھیں، اور چندروزہ زندگانی کو عزیز سمجھیں، تو پھر اہلِ اسلام بیچاروں سے زمانہ بہت ہی تنگ ہوجائے گا (مکتوب ۱۹۵، جلد اول، اردو ترجمہ) پھر شیخ فرید مرتضٰی خان بخاری کو بھی توجہ دلائی کہ اسلام تنہا اور بے یارومددگار ہورہا ہے، اس کی طرف توجہ کریں، شیخ فرید کو جہانگیر کے دربار میں بڑا رسوخ حاصل تھا، کیونکہ اس نے اکبر کے آخری زمانہ میں ولی عہد شہزادہ سلیم کو اس سے قریب تر کیا تھا (کیونکہ باپ بیٹے میں سخت اختلاف ہوگیا تھا) اور پھر اکبر کی وفات کے بعد سلیم کی حمایت میں اس کے لڑکے خسرو سے لڑکر پنجاب میں بیاس کے کنارے اس کو شکست دی (سلطان خسرو باغی ہوگیا

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

تھا) جہانگیر کی تخت نشینی کے بعد شیخ فرید نے اور امراء کے ساتھ جہانگیر کو آمادہ کیا کہ وہ اسلامی شریعت کا لحاظ رکھے۔ جہانگیر (شہزادہ سلیم) نے شیخ فرید کو حکم دیا کہ وہ چار دیندار علماء منتخب کرے، جن کے مشورے سے سارا کام انجام پائے کوئی بات خلاف شرع نہ ہو، حضرت مجدد الف ثانی کو یہ خبر ملی تو وہ خوش ہوئے، لیکن شیخ فرید کو یہ مکتوب لکھا کہ:

> حق تعالیٰ آپ کو بزرگ باپ دادوں کے رستہ پر ثابت قدم رکھے، سنا گیا ہے کہ بادشاہ اسلام نے مسلمانی کی نیک نیت سے، جو اپنی ذات میں وہ رکھتے ہیں، آپ کو فرمایا ہے کہ چار علمائے دیندار پیدا کریں، تاکہ وہ دربار میں ملازم رہیں، اور مسائل شرعیہ کو بیان کرتے رہیں، تاکہ خلافِ شرع کوئی امر صادر نہ ہو۔

الحمدللہ! مسلمانوں کو اس سے بڑھ کر کون سی بشارت ہوگی، ماتم زدوں کو اس سے بڑھ کر کیا خوشخبری ہوگی، یہ حقیر بھی اسی غرض کے لئے آپ کی خدمت عالی کی طرف متوجہ ہے، کئی دفعہ اس کا اظہار کر چکا ہے، اس لئے اس بارے میں کہنے اور لکھنے سے اپنے آپ کو معاف نہیں رکھ سکے گا، امید ہے کہ آپ معذور فرمائیں گے، صَاحِبُ الْغَرَضِ مَجْنُوْنٌ "غرض والا تو دیوانہ ہوتا ہے، عرض کرنا یہ ہے کہ ایسے دیندار علماء بہت تھوڑے ہیں، جو حبِ جاہ وریاست سے خالی ہوں، اور شریعت کی ترویج اور ملت کی تائید کے سوا اور کچھ مطلب نہ رکھتے ہوں، حب جاہ ہونے کی صورت میں ہر ایک عالم اپنی بزرگی کو ظاہر کرنا چاہے گا، اور اخلاقی باتیں درمیان میں لا کر ان کو بادشاہ کے قرب کا وسیلہ بنائے گا، ناچار معاملہ بگڑ جائے گا، گزشتہ زمانہ میں ایسے علماء کے اختلافات نے دنیا کو بلا میں ڈال دیا، اور اب وہی صورت درپیش ہے، اس کے بعد ترویج کیا ہوگی، بلکہ دین کی تخریب ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ بُرے علماء کے فتنے سے بچائے، اگر اس غرض کے لئے ایک ہی عالم مل جائے تو اس کا انتخاب کریں، اگر علمائے آخرت میں سے کوئی مل جائے، تو نہایت ہی سعادت ہے، کیونکہ اس کی صحبت پھر "کبریتِ احمر" ہوگی، اگر کوئی ایسا نہ ملے، تو صحیح غور وفکر کے بعد جس کو بہتر سمجھیں اختیار کریں، مَایُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ. (جو چیز مکمل حاصل نہ کی جاسکے، وہ چھوڑی نہیں جاسکتی) میں نہیں جانتا کہ کیا لکھوں، جس طرح مخلوق کی خلاصی علماء کے وجود سے ہے، اسی طرح دنیا کا خسارہ بھی ان ہی پر منحصر ہے، بہترین علماء بہترین خلائق ہیں، بدترین علماء بدترین خلائق، ہدایت اور گمراہی دونوں علم ہی سے وابستہ ہیں، کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا، کہ فارغ اور بیکار بیٹھا ہے، اس کا سبب پوچھا؟ اس نے جواب دیا کہ اس وقت کے علماء میرا کام کر رہے ہیں، بہکانے اور گمراہ

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

کرنے میں وہی کافی ہیں۔

امید ہے کہ اس بارے میں صحیح فکر اور کامل غور سے کام لیں گے، کیونکہ جب کام ہاتھ سے نکل جاتا ہے، تو پھر کچھ علاج نہیں ہوسکتا ہے، اگرچہ اس قسم کی باتیں داناؤں سے اظہار کرنے میں شرم آتی ہے، لیکن اسی مطلب کو اپنی سعادت کا وسیلہ بنا کر آپ کو تکلیف دینا ہے (مکتوباتِ امام ربّانی مجدد الف ثانی، ج۱، نمبر۵۳، اردو ترجمہ ص۲۶، ۱۲۵)

ایک دوسرے مکتوب میں صدر جہاں کو تحریر فرماتے ہیں کہ:

> حق تعالیٰ آپ کو سلامت و عافیت سے رکھے، احکام شریعہ کے جاری ہونے اور مذہب مصطفوی علیٰ صاحبھا الصلوۃ والسلام کے دشمنوں کی خواری کی باتیں سن کر، ماتم زدہ مسلمانوں کے دل کو خوشی، اور روح کو تازگی حاصل ہوئی، اس بات پر اللہ تعالیٰ کا حمد اور احسان ہے۔
>
> اور اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ اپنے نبی بشیر و نذیر علیہا الصلاۃ والسلام کے طفیل میں اس بڑے کام میں زیادتی بخشے، مجھے یقین ہے کہ اسلام کے مقتدا یعنی سادات عظام اور علمائے کرام، خلوت وجلوت میں اس دین متین کی زیادتی اور اس صراط مستقیم کی تکمیل کے درپے ہوں گے، یہ فقیر بے سروسامان اس بارے میں کیا دم مارے، اب سنا گیا ہے کہ بادشاہ اسلام (یعنی جہانگیر) اسلامی استعداد کی خوبی سے علماء کا خواہاں ہے۔الحمدللہ علیٰ ذلک۔

آپ کو معلوم ہے کہ زمانہ سابق میں خوف پیدا ہوا تھا جو علمائے سوء کی کم بختی سے ظہور میں آیا تھا، اس بارے میں امید ہے کہ وہ پورا پورا تتبع مدنظر رکھ کر علمائے دین دار کے انتخاب کرنے میں پیش دستی کریں گے، علماءِ سوء (بُرے علماء) دین کے چور ہیں، ان کا مقصود ہمہ تن یہ ہے کہ خلق خدا کے نزدیک مرتبہ، ریاست اور بزرگی حاصل ہوجائے، العیاذ باللّٰہ من فِتنَتِھِمُ ۔اللہ ان کے فتنہ سے بچائے۔

ہاں ان میں جو بہتر ہیں وہ سب خلقت سے اچھے ہیں، قیامت کے دن ان کے سیاہی کو فی سبیل اللہ شہیدوں کے خون کے ساتھ تولیں گے، اور ان کی سیاہی کا پلہ بھاری ہو جائے گا، سب لوگوں میں سے بُرے، بُرے علماء ہیں، اور سب لوگوں میں اچھے، اچھے علماء ہیں (مکتوبات امام ربانی، ج اول مکتوب۱۹۴، بحوالہ بزمِ رفتہ/۲)

وہ ھند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں   قدرت نے کیا بروقت خبردار جسے

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

تذکرۂ اولیاء　(باپو کے چرنوں میں)　مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حیاتِ لطیف الامت (قسط۶)

تضییع اوقات سے پرہیز

وقت کی آپ کے ہاں بہت قدر تھی، ہمہ وقت اپنے آپ کو مشغول رکھتے تھے، کسی کو فضولیات میں مشغول دیکھتے، اور تضییع اوقات میں مبتلا پاتے تو وہ کوئی شاگرد یا طالب علم ہوتا، تو اُسے نصیحت کرتے، سمجھاتے، روک ٹوک کرتے، اور وقت کی قدر و قیمت کے متعلق واقعات، امثال، علماء وصلحاء، اور اسلافِ امت کی حکایات اس باب میں ان کے سامنے بیان کرتے۔

جامعہ اسلامیہ کا تیس سالہ دور آپ کے بڑھاپے کا دور ہے، یہی دور آپ کا میرے سامنے رہا ہے، اور بندہ کی شعوری زندگی کے ملاحظے سے گزرا ہے، آپ کے معمولات، اس دور میں (بیماری کی وجہ سے صاحبِ فراش ہونے کے علاوہ اور عمر کے آخری چند سالوں کے علاوہ) یہ رہے ہیں:

درس وتدریس، مطالعہ کتب، مسجد میں درس قرآن ودرسِ حدیث کی مجالس، اپنے حُجرے میں یا مسجد میں مفید علمی ودینی مجالس (عام متعلقین واحباب اور واردین وصادرین کے ساتھ) ذکر، تلاوت، کپڑوں کو ادھیڑنا، سینا، ان میں پیوند لگانا، اور کپڑے کی کوئی مفید قابلِ استعمال چیز بنانا۔

کپڑوں کی اُدھیڑ پن

کپڑوں کی اُدھیڑ بن، اور ان کے سینے پرونے کی بات، شاید بہت سوں کے لئے باعثِ حیرت ہو، لیکن جن حضرات کی آپ سے میل ملاقات رہی ہے، وہ جانتے ہیں کہ سینے پرونے کا مشغلہ بھی، آپ کا تقریباً، مستقل مشغلہ تھا، جس سے شاید ہی کوئی دن خالی جاتا ہو (اگر زیادہ احتیاط کی جائے، تو) شاید کوئی ہفتہ اس معمول سے خالی نہ جاتا ہوگا، اپنے پہننے والے کپڑے، جرابیں، چادر، تھیلا، کوئی بھی ضرورت واستعمال والا کپڑا، اس میں پھٹن ظاہر ہوتی، وہ سیتے، اور اسے پیوند لگاتے، ورنہ کوئی تھیلا، رومال وغیرہ قینچی سے کپڑا کاٹ کر، بنا سنوارا کر اپنے ہاتھ سے، سوئی دھاگے سے سیتے، سوئی سے بڑی، نفیس، باریک اور مضبوط

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

سلائی آپ کرتے ہوتے تھے، جس میں خوبی وصفائی اور سلیقہ مندی، نمایاں ہوتی۔

آپ ہمیشہ سفر وحضر میں تھیلا اپنے ہاتھ میں رکھتے، جس میں ایک دو قلم، ڈائری (بیاض) کوئی کتاب، سوئی، دھاگہ، چھوٹی قینچی، چھوٹا سا چاقو، خوشبو، سرمہ دانی، مٹھائی، گُڑ، بسکٹ، وغیرہ اس میں ہوتے۔

بندہ کے لئے اور گھر کے دوسرے افراد کے لئے کئی دفعہ، تھیلی، دستی رومال، یا کوئی اور کپڑے کی مفید چیز بنا کر دیتے، بڑی توجہ اور محنت سے تھیلی سی لی، تھوڑا تھوڑا کئی دنوں میں، شاید بعض دفعہ مہینوں میں، اور مجھے، یا کسی اور کو عنایت کی کہ لو بھئی! بڑا اچھا تھیلا سل گیا، اس میں کتاب وغیرہ رکھ لیا کرو، اور آتے جاتے سفر میں ساتھ رکھ لیا کرو، اور بعض دفعہ اپنی نشست پر بیٹھے، سینے پرونے میں مشغول ہیں، کوئی بے تکلف بزرگ، صاحب علم ملنے آئے، پوچھتے ہیں، کہ حضرت یہ آپ نے کیا مشغولیت پالی ہوئی ہے، آپ مسکراتے اور فرماتے ؎

بے کار نہ بیٹھ کچھ تو کیا کر — اور نہیں تو کپڑے ہی اُدھیڑ اُدھیڑ کر سیا کر

علمی انہماک اور کثرت مطالعہ

تعلیم وتعلم، آپ کا ہمیشہ اوڑھنا، بچھونا رہا، مطالعہ باضابطہ وبالاستیعاب مطالعہ آپ کے معمولاتِ یومیہ، بلکہ روزانہ کی غذا (روح کی غذا) رہی ہے، آخر عمر میں امراض واسقام کے ہجوم، کمزوری اور ضعف نے دیگر مشاغل کے ساتھ یہ معمول بھی آپ سے چھڑایا، خصوصاً عمر کے آخری چار پانچ سالوں میں جب آپ کی بصارت بہت معمولی رہ گئی تھی، آپ کے ہاں کتب کا اچھا خاصا ذخیرہ تھا، گویا کہ ایک چھوٹی سی ذاتی لائبریری تھی، یہ کتب آپ کی مدت العمر کی علمی جمع پونجی تھی۔

کثرت اور وسعتِ مطالعہ ہی کا یہ ثمرہ تھا، اور علوم وفنون سے فطری مناسبت ہونے کا اثر تھا کہ ہر علم وفن کی معلومات آپ کو متحضر تھی، کسی بھی مجلس میں آپ شریک ہوتے، کوئی سلسلہ کلام شروع ہو جاتا، کوئی موضوع، گفتگو چھڑ جاتا، تو آپ کی طبیعت حاضر ہو جاتی، معلومات کا انبار لگ جاتا، آپ کی زبان سے لطائف وظرائف کا، حکایات وامثال کا، علمی نکات وتوجیہات کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔

منطق، فلسفہ، فنونِ عربیت (صرف ونحو، لغت وبلاغت) تاریخ وادب، قصص وحکایات، تفسیری نکات، عربی وفارسی اور اردو اشعار، مشاہیر اسلام اور علماء وصوفیاء کے کمالات، مکالمات، ارشادات وملفوظات، سلاطینِ اسلام کے کارنامے، اور ان کے رزم و بزم کے واقعات، تاریخ کے مختلف ادوار میں اسلامی سلطنتوں، اور معاشروں کی تہذیبی وتمدنی سرگرمیاں، کلچر وثقافت کے مختلف گوشے اور تاریخی عجائبات، علم و

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

فن اور لٹریچر وادبیات کی ان تمام شاخوں میں آپ کی زبان سے معلومات کے چشمے اُبلتے، پھوٹتے، اور امڈ امڈ کر نشر ہوتے، جن میں سے بعض باتیں یا آپ کے بعض تجزیے، اور اخذ کردہ نتائج تحقیقی اور درایتی پیمانے سے کمزور بھی ہوتے ہوں گے، جس کو علمی زبان میں رطب ویابس کہہ لیں۔

لیکن اس کی مقدار (اور تناسب) آپ کے مجموعی کلام میں بہت کم تھی، بایں ہمہ یہ سب کچھ معلومات، آپ کے قوت حافظہ اور ملکہ یادداشت کے آثار ونشان تھے، اور آپ کے صاحبِ ذوق ہونے کے گواہ۔

اپنی طول، طویل زندگی میں آپ کا مطالعہ کن کن علمی مآخذ تک وسیع رہا، اور وسیع وعریض اسلامی لائبریری سے آپ نے کتنی گہرائی تک خوشہ چینی کی، اس کا اندازہ بندہ کو کئی دفعہ اپنے علمی مشاغل میں امہات الکتب، اور علمی مآخذ کی تحقیق ومراجعت سے ہوا۔

تفسیر، شروحاتِ حدیث، فقہ وفقہاء، فن نقد وجرح، عربی ادب، تاریخ، لغت اور بلاغت کی بہت سی ایسی باتیں اور نادر نکات، ان سب فنوں اور علوم کی امہات الکتب میں میرے مطالعہ سے گزرتی رہیں، جو مجھے بچپن سے آپ کی مجالس میں سننے کو ملتی رہیں، اور کئی دفعہ خوش گوار حیرت اس امر پر ہوئی کہ آپ نے جس طرح جس پسِ منظر میں کوئی وقائع نگاری کی تھی، ہو بہو ویسے ہی متعلقہ علم وفن کے لٹریچر میں مجھے ملا، جبکہ آپ کے بقول، آپ کے مطالعہ سے وہ بات 30، 40 یا 50 سال پہلے گزری تھی، آپ کے مخصوص احباب، اہلِ علم وقائع نگاری اور منظر نگاری کو، آپ کا کمال قرار دیتے تھے، کہ جب کوئی تاریخی واقعہ، مشاہیر کی سیرت وسوانح میں سے کوئی حال نقل اور بیان کرتے ہیں، تو اس موقعہ کا پورا نقشہ کھینچ دیتے ہیں، اور واقعہ کی پوری تصویر سامنے رکھ دیتے ہیں۔ کتب کا جو وسیع ذخیرہ آپ کے پاس تھا، جس میں مختلف علوم وفنون پر اور علم وفن کے مختلف گوشوں پر مشتمل لٹریچر وکتب جمع تھیں۔

اس میں بہت سی کتابیں آپ کے زمانہ طالب علمی کی خرید کردہ تھیں، فرماتے تھے، زمانہ طالب علمی میں بعض مدارس میں ہمیں ماہانہ نقد وظیفہ بھی ملتا تھا، جس میں ہم اپنے کھانے کا انتظام کرتے، اس رقم سے کچھ رقم اپنی مطلوبہ کتب کی خرید کے لئے، میں پسِ انداز کر کے، بچا کر کتب خریدتا، ایسی کئی کتابوں کی اپنے ذخیرہ کتب میں آپ نشاندھی بھی فرماتے کہ یہ فلاں کتاب، فلاں موقعہ پر، یا فلاں رقم سے، اور اتنی قیمت پر میں نے دلّی میں یا بریلی میں یا دیوبند میں خریدی، وغیرہ وغیرہ۔ (جاری ہے...........)

Idara Ghufran

ذُوالحجہ کے پہلے عشرہ میں بال اور ناخُن نہ کاٹنا

حضرت امِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَارَاَیْتُمْ هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَاَحَدُكُمْ اَنْ يُّضَحِّیَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهٖ وَاَظْفَارِهٖ (مسلم فی الاضاحی، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجه، دارمی فی الاضاحی واحمد)

ترجمہ: جب ذُوالحجہ کا چاند نظر آجائے (یعنی ذُوالحجہ کا مہینہ شروع ہوجائے) اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ جسم کے کسی حصہ کے بال اور ناخن نہ کاٹے‘‘ (مسلم)

فائدہ: قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ ذُوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک اپنے ناخن نہ کاٹے اور سر، بغل اور ناف کے نیچے، بلکہ بدن کے کسی حصہ کے بال بھی نہ کاٹے۔ لیکن یاد رہے کہ ایسا کرنا مستحب ہے ضروری نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص قربانی سے پہلے ایسا کرلے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور اس سے قربانی میں کوئی خلل نہیں آتا۔

البتہ قربانی سے پہلے اگر چالیس روز گذر گئے ہوں تو پھر ناخن کاٹنا اور ناف کے نیچے اور بغل کے بالوں کی صفائی ضروری ہے

(ماخوذاز ’’ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام‘‘ مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

Idara Ghufran

تکبیرِ تشریق اوراس کا وقت

حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ: كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلٰى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، ثُمَّ يُمْسِكُ صَلَاةَ الْعَصْرِ (الاوسط لابن المنذر، رقم الحديث ۲۲۰۰،كتاب العيدين)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یومِ عرفہ(یعنی نو ذُوالحجہ) کی صبح کی نماز سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ) تک تکبیر تشریق پڑھتے تھے، پھر عصر کی نماز پر رُک جاتے تھے(ابن منذر)

اورحضرت حارث سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (فضل عشر ذی الحجه للطبرانی، رقم الحديث ۳۶)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ یومِ عرفہ(یعنی نو ذی الحجہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ) کی عصر کی نماز تک اس طرح تکبیر کہتے تھے کہ **"اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ"**(طبرانی)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

ذی الحجہ کے مہینہ کی عظمت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّتِہٖ:أَیُّ یَوْمٍ أَعْظَمُ حُرْمَۃً؟ قَالُوْا:یَوْمُنَا ھٰذَا، قَالَ:فَأَیُّ شَھْرٍ أَعْظَمُ حُرْمَۃً؟ قَالُوْا شَھْرُنَا ھٰذَا،قَالَ:فَأَیُّ بَلَدٍ أَعْظَمُ حُرْمَۃً؟ قَالُوْا:بَلَدُنَا ھٰذَا، قَالَ:فَإِنَّ دِمَاءَ کُمْ، وَأَمْوَالَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ، کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا، فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا، فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۴۳۶۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے (نو یا دس ذی الحجہ کے) خطبہ میں فرمایا کہ کون سا دن زیادہ حرمت وعظمت والا ہے؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ ہمارا یہی دن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون سا مہینہ زیادہ حرمت وعظمت والا ہے؟ تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ ہمارا یہ (ذی الحجہ کا) مہینہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پس تمہارے خون (یعنی جان) اور تمہارے مال، تم پر (یعنی ایک دوسرے پر) اسی طرح حرام ہیں، جس طرح تمہارے اس مہینے، اس دن اور اس شہر (یعنی حرم) کی عظمت وحرمت ہے (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذی الحجہ کا مہینہ اور دس ذی الحجہ کا دن انتہائی عظمت واحترام والا ہے۔

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں تسبیح،تحمید،تکبیر اور تہلیل کی تاکید

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ، وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ فِيهِنَّ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ،فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ ، وَالتَّكْبِيرِ، وَالتَّحْمِيدِ (مسند احمد، رقم الحديث ۵۴۴۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عظیم اور زیادہ پسندیدہ نہیں ہیں،جن میں کوئی عمل کیا جائے،ذی الحجہ کے اِن دس دنوں کے مقابلہ میں،تو تم ان دس دنوں میں تہلیل اور تکبیر اور تحمید کی کثرت کیا کرو(مسند احمد)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عظیم اور زیادہ پسندیدہ نہیں ہیں،جن میں (نیک) عمل کیا جائے،ذی الحجہ کے دس دنوں کے مقابلہ میں،تو تم ان دس دنوں میں تسبیح،اور تکبیر اور تہلیل کی کثرت کیا کرو(معجم کبیر طبرانی،رقم الحدیث ۱۱۱۱۶)

تہلیل سے مراد"لا الٰہ الا اللہ"اور تکبیر سے مراد"اللہ اکبر"اور تحمید سے مراد"الحمدللہ"اور تسبیح سے مراد "سبحان اللہ"یا ان جیسے کلمات ہیں۔

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

حضرت ابراہیم علیہ السلام

پیارے بچو! آج ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے ایک نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بتائیں گے۔

حضرت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی قوم کے کئی واقعات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کیے ہیں۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک بڑے رسول گزرے ہیں، حضرت ابرہیم علیہ السلام کا خطاب خلیلُ اللہ ہے، جس کا مطلب ہے ''اللہ کا دوست''

حضرت ابرہیم علیہ السلام بُتوں کو نہیں مانتے تھے، اور بُتوں کی عبادت نہیں کرتے تھے۔

لیکن حضرت ابرہیم علیہ السلام کی قوم کے لوگ پتھر کے بُت بناتے تھے، اور اُن بتوں کی عبادت کرتے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کی دعوت دی، اور بُت پرستی سے روکا، مگر قوم باز نہ آئی۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے لوگ میلے میں گئے ہوئے تھے، حضرت ابرہیم علیہ السلام بُت خانے میں گئے، اور تمام بُتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اور کلہاڑے کو سب سے بڑے بُت کے کندھے پر رکھ دیا۔

جب لوگ میلے سے واپس آئے، تو اپنے ٹوٹے ہوئے بُتوں کو دیکھ کر غصے میں آ گئے، سب نے یہی کہا کہ یہ کام ابراہیم کا ہی ہے۔

انہوں نے حضرت ابرہیم علیہ السلام کو بُلایا، اور پوچھا کہ ہمارے بُتوں کے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس بڑے بُت سے پوچھو، شاید یہ آپ لوگوں کو کچھ بتا سکے۔

یہ سُن کر وہ لوگ کہنے لگے: کہ ابراہیم! آپ جانتے ہو کہ بُت بول نہیں سکتے۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام نے کہا کہ اگر یہ بول نہیں سکتے، تو تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو؟

یہ تمہارے معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ جو اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتے۔

اس جواب پر حضرت ابرہیم علیہ السلام کی قوم کے لوگ اُن سے ناراض ہو گئے، اور اُس وقت کے بادشاہ نمرود سے حضرت ابرہیم علیہ السلام کی شکایت کی۔

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

نمرود نے حکم دیا کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا جائے۔

چنانچہ بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی گئی،اور حضرت ابرہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیدیا کہ اے آگ ابراہم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا۔

چنانچہ وہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈی ہوگئی،اور حضرت ابرہیم علیہ السلام کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے تھے،جن کا نام اسماعیل تھا۔

حضرت اسماعیل بھی اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے ایک بڑے نبی ہوئے ہیں،حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بھی کئی واقعات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کیے ہیں،اور ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کررہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا یہ خواب اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو سنایا،اور فرمایا کہ آپ کا اس خواب کے بارے میں کیا خیال ہے؟

حضرت اسماعیل علیہ السلام جانتے تھے کہ نبی جب کوئی خواب دیکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، اور نبی کا خواب سچا ہوتا ہے،حضرت اسماعیل علیہ السلام سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ میری قربانی چاہتے ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے،آپ اس پر عمل کریں،ان شاءاللہ! آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے لٹایا،اور ان کی گردن پر چھری رکھی،تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ اے ابراہیم! آپ نے خواب سچا کردیا۔

اور اللہ تعالیٰ کے ایک فرشتے نے ایک دنبہ لاکر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ پر لٹادیا،پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں دنبہ کی قربانی ہوئی،حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس عظیم الشان قربانی کی یاد میں ہر سال مسلمان ذی الحج کے مہینے میں عیدُ الاضحیٰ کے موقع پر جانور کی قربانی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پر اپنی رحمتیں بھیجے۔

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

بزمِ خواتین

مفتی محمد یونس

حسد (چوتھی وآخری قسط)

حسد کے اسباب

معزز خواتین! ہر انسان فطری طور پر اپنے آپ کو، دوسروں سے ممتاز اور منفرد ظاہر کرنا پسند کرتا ہے، اس لئے جب کوئی انسان کسی دوسرے کو کسی چیز یا کسی حالت میں اپنے سے بڑھا ہوا دیکھتا ہے، تو وہ طبعی طور پر یہ چاہتا ہے کہ اس دوسرے کی یہ چیز یا یہ مرتبہ مجھے مل جائے، تا کہ میں اس سے ممتاز اور منفرد نظر آؤں، یا اگر مجھے وہ چیز اور مرتبہ نہیں ملتا، تو اس سے بھی ضائع ہو جائے، تا کہ اگر میں اس سے ممتاز نہیں ہو سکتا، تو وہ بھی میرے مقابلے میں منفرد حیثیت کا مالک نہ رہے، یہ بات یعنی اپنے آپ کو دوسروں سے منفرد اور ممتاز ظاہر کرنے کی خواہش، یہ حسد کا بنیادی سبب ہے۔

پھر امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء میں حسد کے سات اسباب ذکر فرمائے ہیں، جو مختصراً درج ذیل ہیں:

پہلا سبب...... حسد کا پہلا سبب دشمنی اور کینہ ہے، اور حسد کے اسباب میں سے، سب سے زیادہ سخت سبب یہی ہے، چنانچہ انسان کو جب کسی دوسرے کی طرف سے کسی طرح کی کوئی تکلیف پہنچے، یا کوئی اس کی کسی طرح سے مخالفت کرے، تو بعض اوقات انسان کے دل میں اس کے خلاف کینہ ونفرت بیٹھ جاتی ہے، اور انسان اس تکلیف دینے والے سے عاجز ہو، تو یہ چاہتا ہے کہ یہ شخص کسی اور طرح سے نقصان اٹھائے، یہ خواہش اس دوسرے سے حسد کا سبب بن جاتی ہے۔

دوسرا سبب...... فخر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی دوسرے کو اپنے سے اونچی شان والا یا اونچے مرتبے والا ہونے کو ناگوار سمجھنا، چنانچہ فخر کرنے والا، شیخی باز انسان جب اپنے کسی ساتھی کی بزرگی، علم یا مال وغیرہ کو دیکھتا ہے، تو اسے نفسیاتی طور پر یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہ دوسرا مجھ سے بڑا نہ شمار ہونے لگے، ایسی صورت میں اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ دوسرا اس سے بڑھ نہ سکے، بلکہ اس کے برابر رہے، یہ چاہت بھی حسد کا سبب بن جاتی ہے۔

تیسرا سبب...... کِبر ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھتا ہے، اور دوسرے کو حقیر خیال کرتا ہے، اور دوسرے کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہتا ہے، پھر جس کو اپنے سے گھٹیا

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

خیال کررہا تھا، اسے اپنے سے کسی چیز میں بڑھا ہوا پاتا ہے، تو اس سے حسد پیدا ہو جاتا ہے، اکثر کفار کا رسول اللہ ﷺ پر حسد کرنے کا یہی سبب تھا کہ وہ خیال کرتے تھے کہ ایک یتیم (ﷺ) ہم سے کیسے آگے بڑھ سکتا ہے، اور ہم کیوں اس کی مرضیات پر چلنا شروع کردیں۔

چوتھا سبب ...... تعجب ہے، اس کی وضاحت یہ ہے کہ انسان کو کسی دوسرے کے مرتبے یا مال و دولت وغیرہ کو دیکھ کر حیرت ہونے لگے کہ اس کو یہ مرتبہ یا مال و دولت کیسے مل گیا، اور اس حیرت کی وجہ سے وہ اس پر حسد کرنے لگے، اور اس سے مرتبے یا مال و دولت کے ضائع ہونے کی تمنا کرنے لگے۔

پانچواں سبب ...... اغراض و مقاصد کو حاصل نہ کرسکنے کا ڈر، یہ اس صورت میں حسد کا سبب بنتا ہے، جبکہ دو یا دو سے زیادہ شخصوں کا مقصد ایک ہی ہو، تو ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ وہ اس مقصد کو پالے، اور دوسرا نہ پاسکے، اور یہ چاہنا کہ دوسرا اس مقصد کو نہ پاسکے، یہی حسد ہے۔

چنانچہ ہم جماعت ساتھیوں میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ جماعت میں وہی اول ہے، دوسرا نہ آئے، یہ ایک طرح سے حسد ہے، اسی طرح سوکنوں میں سے ہر ایک کا یہ چاہنا کہ شوہر اسی سے زیادہ محبت کرنے والا، یا اسی کو زیادہ وقت دینے والا بن جائے، یہ بھی حسد ہے، یا پیر بھائیوں میں کسی کا یہ چاہنا کہ اپنے پیرو مرشد کا وہی سب سے زیادہ منظورِ نظر ہو جائے وغیرہ۔

چھٹا سبب ...... اپنے لئے جاہ و منصب کی طلب و چاہت، یہ حسد کا سبب اس طرح سے بنتا ہے کہ کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے شعبے یا فن میں بے مثال بن جائے، ایسا شخص جب یہ سنتا ہے کہ فلاں شخص بھی اس فن یا شعبے میں ماہر ہے، اور لوگ اس کے بھی معتقد ہیں، تو وہ اس شخص کی موت یا اس سے اس کمال کے چھن جانے کی تمنا کرنے لگتا ہے، اور یہی حسد ہے۔

ساتواں سبب ...... نفس کی خباثت یہ بھی حسد کا سبب ہوتا ہے، اس سبب کی وجہ سے حاسد کو کسی متعین شخص پر حسد نہیں ہوتا، بلکہ عوام الناس سے عمومی طرح کا حسد ہوتا ہے، چنانچہ عام بندوں کی اچھی حالت کو دیکھتا یا سنتا ہے، تو دل ہی دل میں کُڑھتا ہے، اور جب لوگوں کو پریشان یا مبتلائے مصیبت دیکھتا ہے، تو خوش ہوتا ہے، ایسا شخص ہمیشہ یہ چاہتا ہے کہ دوسرے پیچھے ہی رہیں، پریشان رہیں، اور بندوں پر اللہ تعالیٰ کی عمومی نعمتوں میں بخل کو ایسے چاہتا ہے، گویا کہ اللہ کے خزانے سے نہیں، بلکہ خود اس کی مملوکہ چیزوں سے دیا جارہا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اللہ کی پناہ۔

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

حسد کا علاج

حسد کا علاج یہ ہے کہ اول یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے سے میرا ہی نقصان ہو رہا ہے، اور مجھ ہی کو تکلیف ہو رہی ہے، جس سے حسد کر رہا ہوں، اس کا نہ کوئی نقصان ہو رہا ہے، اور نہ اسے کوئی تکلیف ہو رہی ہے، چنانچہ حسد کرنے والا اس رنج وغم میں مبتلا رہتا ہے، کہ دوسرے کو یہ چیز کیوں ملی ہوئی ہے، اس طرح تکلیف میں رہتا ہے، اور حسد کرنے کی وجہ سے گناہ میں مبتلا رہتا ہے، جس سے آخرت بگڑتی ہے، اس طرح نقصان اٹھاتا ہے، اس لئے یہ سوچ کر کہ حسد سے میرا اپنا نقصان ہو رہا ہے، اور مجھ ہی کو تکلیف ہو رہی ہے، حسد کو دل سے نکال دے۔ نیز یہ بھی سوچے کہ حسد کرنا، دراصل اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا ہے کہ فلاں شخص اس نعمت کے قابل نہ تھا، اس کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت کیوں دی؟ تو یوں سمجھو کہ گویا حسد کرنے والا توبہ توبہ، نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے، تو دیکھو کتنا بڑا خطرہ مول لے رہا ہے، بھلا اللہ تعالیٰ سے کوئی مقابلہ کر سکتا ہے؟ دوسرے درجے میں عملی علاج کرنا پڑے گا، اور وہ یہ کہ اپنے دل پر جبر کر کے جس پر حسد ہوا ہے، زبان سے دوسروں کے سامنے اس کی تعریف، اور بھلائی بیان کرے، اور اس طرح کہو کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو اس سے دوگنی نعمتیں عطا فرمائے، آمین، اور اگر اس سے ملنے کی نوبت آئے، تو اس کی عزت واحترام کرے، اور اس کے ساتھ عاجزی سے پیش آئے، شروع شروع میں اس طرح کرنے سے نفس کو بہت تکلیف ہوگی، مگر آہستہ آہستہ کرتے رہنے سے آسانی ہو جائیگی، اور حسد جاتا رہے گا۔ فقط واللہ الموفق۔ [1]

---

[1] أَسْبَابُ الْحَسَدِ : سَبَبُ الْحَسَدِ أَنَّ الطِّبَاعَ مَجْبُولَةٌ عَلَى حُبِّ التَّرَفُّعِ عَلَى الْجِنْسِ ، فَإِذَا رَأَى لِغَيْرِهِ مَا لَيُسَ لَهُ أَحَبَّ أَنْ يَزُول ذَلِک عَنْهُ إِلَيْهِ لِيَرْتَفِعَ عَلَيْهِ أَوْ مُطْلَقًا لِيُسَاوِيَهُ . وَذَكَرَ الْغَزَالِيُّ فِي الْإِحْيَاءِ سَبْعَةَ أَسْبَابٍ لِلْحَسَدِ الخ(الموسوعة الفقهية الكويتية، ، ج۱۷، ص ۲۷۱ و ۲۷۲، مادة: حسد، أَسْبَابُ الْحَسَدِ)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

آپ کے دینی مسائل کا حل " ادارہ

نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا

سوال

اگر سوتے ہوئے صبح ہوجائے، اور آنکھ نہ کھلے، تو فجر کی نماز قضا کرنے کا گناہ ہوگا یا کہ نہیں؟ اور اگر کسی کی سورج طلوع ہونے کے وقت آنکھ کھلے، تو اس کو اسی وقت نماز پڑھ لینی چاہئے، یا کچھ انتظار کرنا چاہئے؟ مدلّل جواب سے مستفید فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

دن، رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں، اور ہر نماز اپنے وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے، اس لئے ہر نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا چاہئے، اور اس کو قضا ہونے سے بچانا چاہئے، جس میں فجر کی نماز بھی داخل ہے، لیکن سونے کی حالت میں کیونکہ انسان مرفوع القلم ہوتا ہے، اور شریعت کے بہت سے احکام کا مکلّف نہیں ہوتا، اسی وجہ سے اگر کوئی شخص اپنی طرف سے نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے، اور اس سے غفلت وسستی اختیار نہ کرے، اس کے باوجود اتفاق سے کسی نماز کے وقت سوتا رہ جائے اور اس کی آنکھ نہ کھلے، اور نماز کا وقت اسی حال میں ختم ہوجائے، تو وہ گناہ گار نہیں ہوتا، بشرطیکہ بیدار ہونے کے بعد جلد از جلد اس قضا شدہ نماز کو پڑھ لے۔

اور اگر بیدار ہونے کے باوجود وقت پر نماز نہ پڑھے، یا سونے میں کوتاہی سے کام لے، مثلاً نماز کا وقت داخل ہوجانے کے باوجود اس نماز کو ادا کئے بغیر سوجائے، جس کی وجہ سے نماز قضا ہوجائے، تو وہ گناہ گار ہوتا ہے۔

اور ایسی صورت میں توبہ واستغفار کے ساتھ اسے قضا شدہ نماز کا پڑھنا پھر بھی ضروری رہتا ہے۔ [1]

---

[1] الوجه السادس والعشرون. قوله :(وعن النائم حتى يستيقظ) يقتضي ارتفاع تكليفه حالة النوم، وقد اتفق الفقهاء على أنه لو نام من أول وقت الصلاة إلى آخره وجب عليه بعد أن يستيقظ قضاء الصلاة، وذلك مجمع عليه؛ لقوله صلى الله عليه وسلم :(من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

آگے دلائل کے ساتھ اس مسئلہ کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ولكن اختلفوا :هل ذلك بأمر جديد أو بالأمر الأول؟ والمشهور أنه بأمر جديد، وهو الوارد في الحديث، فلا يعارض رفع القلم عنه حالة النوم .وقيل :الأول وهذا القول يحتمل أمرين : أحدهما :أن يقال :الأمر الأول اقتضى الوجوب عليه والنوم مانع، فإذا زال المانع عمل المقتضى عمله، وتعلق ذلك الوجوب الذى اقتضاه الأول، وإن لم يتعلق به حالة النوم، وهذا لم أر من صرح به، ولكنه محتمل أن يقال، وإذا قيل به لا يعارض قوله :(رفع القلم عن ثلاثة) لأن المراد به عدم التعلق حالة الصبا والنوم والجنون، غاية ما في الباب اختلاف حكمهم في ذلك، فالصبى والمجنون لا يثبت حكم الخطاب في حقهم بعد ذلك؛ لأنهم ليسا من أهل الخطاب، فليس المقتضى في حقهم ثابتا، وانتفاء التكليف في حقهم لانتفاء المقتضى لا لقيام المانع، والنائم لقرب استيقاظه من أهل الخطاب، ولكن لا يتعلق به حالة النوم للغفلة كالساهي، فإذا زال النوم ظهر أثر الخطاب.

الأمر الثاني :مما يحتمله هذا القول :أن وجوب الصلاة ثبت في حقه حالة النوم، وهذا ظاهر كلام الفقهاء ، ويؤول كلامهم إلى :أن معنى الوجوب ثبوتها في الذمة، ويفرقون بين الوجوب ووجوب الأداء ، فأصل الوجوب مع النوم، والمراد به ما ذكرناه، ووجوب الأداء لا يحصل مع النوم، ولذلك قالوا في وجوب الزكاة :إنها تجب على الصحيح بحولان الحول قبل التمكن، وإن كان التمكن شرطا، ولكنه شرط في وجوب الأداء لا في الوجوب بمعنى الثبوت في الذمة، وإذا فسروا وجوب الصلاة على النائم بمعنى ثبوتها في ذمته، صارت كالديون التي تثبت في الذمة ولا يستدعي التكليف، والتحقت بخطاب الوضع، فلا تعارض قوله :(رفع القلم عن ثلاثة) لأنه إنما اقتضى خطاب التكليف.

فإن قيل :فكان ينبغي ثبوت هذا المعنى في الصبي والمجنون :قلت :لما كان زمن الصبا والجنون يطول، كان في ذلك مشقة، فلم يتعلق بذمتهما أيضا .

الوجه السابع والعشرون:إذا دخل على المكلف وقت الصلاة وتمكن من فعلها وأراد أن ينام قبل فعلها؛ فإن وثق من نفسه أن يستيقظ قبل خروج الوقت بما يمكنه أن يصلي فيه -جاز، وغلا لم يجز، وكذا لو لم يتمكن، ولكن بمجرد دخول الوقت قصد أن ينام، فإن بمجرد دخول الوقت حصل الوجوب، ولكن التمكن شرط في الاستقرار، فإن الصلاة تجب بأول الوقت، وتستقر بمضي زمان يتسع فعلها، فمتى قصد النوم بعد الوجوب ومضي زمان التمكن أولا كان الحكم كما ذكرناه .وحيث نقول بالإثم فهنا إثمان؛ أحدهما :إثم ترك الصلاة.الثاني :التسبب إليه.فأما إثم التسبب غليه فهو الذى أردناه بقولنا :إنه يأثم بالنوم.

فإن قيل :إما أن يأثم قبل النوم، أو حالة النوم، لا سبيل إلى الأول، لأن سبب التفويت لم يوجد، ولا إلى الثاني، لعدم تكليف النائم، والإثم بلا تكليف محال.

قلنا :لا مانع من الإثم أول النوم وقبيله؛ أما أوله فلأنه مقدور، لأن الفرض كذلك، وهو سبب للفوات وهو قادر على دفعه، فأول جزء منه يقارنه الإثم بالخطاب السابق، والمحذور أن يوجد خطاب حالة النوم .وأما قبيله فلأنه إذا قصد ترك الصلاة وتعاطى أسبابه من التهيؤ للنوم أثم .وإذا ثبت الإثم عليه بأول النوم فلا مانع من انسحاب حكم المعصية وإن لم يكن حالة النوم عاصيا بالفعل، لكنه كسائر العصاة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

نماز کا وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہونا

سبؔ سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر فرض نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا ضروری ہے، اور بغیر شرعی عذر کے اس کو قضاء کر دینا سخت گناہ ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا(سورہ نساء آیت ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے (سورہ نساء)

لہٰذا ہر نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

نماز کا نیند سے بہتر ہونا

دوسؔری بات یہ ہے کہ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا نیند سے بہتر ہے، اسی لئے فجر کا وقت جو کہ عام طور پر نیند کا وقت ہوتا ہے، اس وقت کی اذان میں مؤذن یہ کلمات کہتا ہے کہ:

اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ. اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وهـذه الـمـعـصية بـالتسبب إلى تـفـويت الصلاة لا تساوى المعصية بترک الصلاة، فإن مفسدة الترک لم تتحقق بعد، وقد يستيقظ على خلاف ظنه، فإن استيقظ وصلى فى الوقت لم يحصل له إثم ترک الصلاة، وأما ذلک الإثـم الـذى حصل فلا يرتفع إلا بالاستغفار عنه .بـلـى، عندنا فى كونه كبيرة نظر؛ فإن كان حصل فلا يـرتـفـع إلا بالإستغفار عنه .بـلـى، عـنـدنـا فـى كـونـه كبيرة نظر؛ فإن كان صغيرة وهو الأقرب فيزول بعدم الاصرار.

وإذا صـلـى والحالة هذه فى بقية الوقت :هـل تـكـون صلاته أداء أو قضاء ؟ يحتمل أن يأتى فيه ما قاله القاضى أبو بكر والغزالى فيما إذا ظن المكلف أنه لا يعيش إلى آخر الوقت ثم عاش وصلى؟ قال القاضى :هى قضاء . وقال الغزالى :هى أداء ؛ إذ لا عبرة بالظن البين خطؤه .وههنا يحتمل أن يقال بذلک، ويحتمل أن يفرق بأنه هـنـاک لـمـا ظـن أنـه لا يـعيش تضيق عليه، وهنا لم يتضيق عليه، بل هو مخاطب بأحد الأمرين؛ إما أن يعجل الصلاة، وإما أن لا ينام، ومعصيته بتفويت أحد الأمرين؛ والوقت لم يتغير فى حقه.

وإن لم يستيقظ إلا بعد الوقت فقد حصل إثم ترک الصلاة وهو كبيرة، ولكنا متى نحكم بذلک؟ يحتمل أن يقال بخروج الوقت .وإن كـان نائما تبين لنا أن إثم التفويت حصل بأوله .ويحتمل أن يقال :إنه يحصل وهو نـائـم؛ لأن سببـه صادر منه، وهو بصفة التكليف .ويـبـعـد أن يقال :إنـه لا يـحـصل حتى يستيقظ فيتعلق ذلک الإثـم؛ فـإنـه لا مـعـنـى لذلک، وقد يموت فى منامه (إبراز الحكم من حديث رفع القلم لتقى الدين السبكى، ج ۱، ص ۱۸، الیٰ ص ۲۰)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

یعنی نماز نیند سے بہتر ہے، نماز نیند سے بہتر ہے۔ [1]

لہٰذا نماز کے وقت پر نیند کے مقابلہ میں نماز کو ترجیح دینی چاہئے، اور نیند کے مقابلہ میں نماز کو وقت پر پڑھنے کی اہمیت اور فکر دل میں ہونی چاہئے، جس سے نماز کے وقت بیدار ہونے میں مدد ملتی ہے۔

فجر کی نماز کا انتہائی اہم ہونا

تیسری بات یہ ہے کہ یوں تو پانچ وقت کی تمام فرض نمازیں ہی اپنی جگہ بڑی اہم ہیں، لیکن بعض جہات سے فجر کی نماز کو بروقت اور مرد حضرات کو باجماعت پڑھنے کی شریعت میں بڑی اہمیت ہے۔

چنانچہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الصُّبْحَ، فَقَالَ : أَشَاهِدٌ فُلَانٌ، قَالُوْا : لَا، قَالَ: أَشَاهِدٌ فُلَانٌ، قَالُوْا : لَا، قَالَ: إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ، وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَيْتُمُوْهُمَا، وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيْلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

(ابوداؤد، رقم الحديث ۵۵۴، مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۲۶۵، باسناد حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن فجر کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا کہ کیا فلاں حاضر ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ کیا فلاں حاضر ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقین پر ان دو (عشاء اور فجر کی) نمازوں سے زیادہ بھاری اور کوئی نماز نہیں ہے، اور اگر تم ان دونوں نمازوں میں پائے جانے والے اجر وثواب کو جان لو، تو ان نمازوں میں ضرور آ ؤ، اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر کیوں نہ ہو، اور بے شک پہلی صف (درجہ ومقام کے اعتبار سے) فرشتوں کی صف کی طرح ہوتی ہے، اور

---

[1] عن أبی محذورة، قال کنت أؤذن فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم فی صلاة الصبح، فإذا قلت :حی علی الفلاح، قلت :الصلاة خیر من النوم، الصلاة خیر من النوم الأذان الأول (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۳۷۸)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح بطرقه.

Idara Ghufran
Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

اگرتم پہلی صف کی فضیلت کو جان لو،توتم ضرور اس کے لئے پیش قدمی کروگے،اور ایک آدمی کی دوسرے آدمی کے ساتھ مل کر(باجماعت)نماز پڑھنا اس کے تنہا نماز پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے،اور دوآدمیوں کا مل کر(باجماعت)نماز پڑھنا ایک آدمی کے ساتھ(باجماعت) نماز پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے،اور جتنے بھی زیادہ لوگ ہوں،تو وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے (ابوداؤد)

اس طرح کی احادیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔[1]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَسْجِدَ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، فَقَعَدَ وَحْدَهُ، فَقَعَدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ، يَا ابْنَ أَخِي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ (مسلم، رقم الحديث ٢٦٠ "٦٥٦")

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں داخل ہوئے،اور تنہا بیٹھ گئے،پس میں بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گیا،تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے!میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ لی،تو گویا کہ اس نے آدھی رات عبادت کرلی،اور جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی،تو گویا کہ اس نے پوری رات نماز پڑھی(اور عبادت کی)(مسلم)

اس لئے فجر کی نماز کو اپنے وقت پر اور مرد حضرات کو باجماعت پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سوتے وقت گدّی پر شیطان کا تین گرہیں لگانا

چوتھی بات یہ ہے کہ سوتے وقت انسان کی گدی پر شیطان لمبی نیند کے لئے تین گرہیں لگادیتا ہے،جو بیدار ہونے پر اللہ کا ذکر کرنے سے کھلنا شروع ہوتی ہیں۔

---

[1] عن أبي هريرة، قال :قال النبي صلى الله عليه وسلم :ليس صلاة أثقل على المنافقين من الفجر والعشاء، ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما ولو حبوا، لقد هممت أن آمر المؤذن، فيقيم، ثم آمر رجلا يؤم الناس، ثم آخذ شعلا من نار، فأحرق على من لا يخرج إلى الصلاة بعد (بخاري، رقم الحديث ٦٥٧)

Idara Ghufran

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَۃِ رَأْسِ أَحَدِکُمْ ثَلَاثَ عُقَدٍ إِذَا نَامَ، بِکُلِّ عُقْدَۃٍ یَضْرِبُ عَلَیْکَ لَیْلًا طَوِیْلًا، فَإِذَا اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰہَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ، وَإِذَا تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عَنْہُ عُقْدَتَانِ، فَإِذَا صَلّٰی انْحَلَّتِ الْعُقَدُ، فَأَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ (مسلم، رقم الحدیث ۲۰۷ "۷۷٦"، بخاری، رقم الحدیث ۱۱۴۲)

ترجمہ: شیطان تم میں سے کسی کی گدّی پر سونے کے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے، ہر گرہ پر یہ کہہ کر پھونک دیتا ہے کہ تمہاری رات لمبی ہے، پھر جب وہ سونے والا بیدار ہوتا ہے، پھر وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو ایک گرہ کُھل جاتی ہے، اور جب وضو کرتا ہے، تو اس کی دو گرہیں کُھل جاتی ہیں، پھر جب نماز بھی پڑھ لیتا ہے تو تمام گرہیں کُھل جاتی ہیں، اور وہ تروتازہ اور پاکیزہ طبیعت کے ساتھ صبح کرتا ہے، ورنہ نفس کے خبیث اور کاہل ہونے کی حالت میں صبح کرتا ہے (مسلم، بخاری)

لہٰذا نماز کے وقت بیدار ہونے پر فوراً اللہ کا ذکر کرنا چاہئے، اور اس کے بعد وضو وغیرہ کرکے نماز پڑھنی چاہئے، ورنہ شیطان کی طرف سے لمبی نیند کی گدّی پر لگائی ہوئی گرہیں کھلتی نہیں ہیں، اور سُستی وکاہلی پیدا ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں نماز کا وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

نماز کے وقت سوتے رہنے پر کان میں شیطان کا پیشاب کرنا

پانچویں بات یہ ہے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص صبح کو نماز کے لئے نہیں اُٹھتا، اور وہ اسی حال میں لیٹے رہ کر نماز کا وقت گزار دیتا ہے، تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کردیتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقِیْلَ: مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰی أَصْبَحَ، مَا قَامَ إِلَی الصَّلَاۃِ، فَقَالَ: بَالَ الشَّیْطَانُ فِیْ أُذُنِہٖ (بخاری، رقم الحدیث ۱۱۴۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ سوتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، نماز کے لئے کھڑا نہ ہوا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

میں پیشاب کردیا(بخاری)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَكَرُوا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا، أَوْ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ فُلَانًا نَامَ الْبَارِحَةَ وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى أَصْبَحَ . قَالَ: بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنِهٖ (مسند أحمد، رقم الحديث ۷۵۳۷،باسناد صحيح)

ترجمہ:لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا، یا ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! فلاں آدمی رات بھر سوتا رہا اور نماز بھی نہیں پڑھی، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کردیا(مسنداحمد)

اس لئے نماز کے وقت آنکھ کھلنے پر فوراً ذکرُ اللہ (مثلاً بیدار ہونے کی مسنون دعاء) کرکے کھڑا ہوجانا چاہئے، اور وضو وغیرہ سے فارغ ہوکر نماز پڑھنی چاہئے، اس سے شیطان کا زور ٹوٹ جاتا ہے، ورنہ شیطان کی لگائی ہوئی گرہ نہیں کھلتی، اور اوپر سے وہ کان میں پیشاب بھی کردیتا ہے، جس سے سُستی وکاہلی واقع ہوتی ہے، اور نماز کا وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

نماز کے لئے بیدار ہونے کی فکر کرنا

چھٹی بات یہ ہے کہ سونے اور نیند کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ نماز کے وقت تک نیند کا تقاضا پورا ہوجائے، اور نماز کے وقت آنکھ کُھل جائے، جس میں یہ بھی داخل ہے کہ نماز کو اُٹھ کر وقت پر پڑھنے کی فکر و ارادہ ہو، اور نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد اس کو ادا کئے بغیر نہ سویا جائے، نیز عشاء کے بعد جلد از جلد سویا جائے، اور اگر نماز کے وقت سوتے رہ جانے اور بیدار نہ ہونے اور اس طرح نماز کا وقت ہاتھ سے چلے جانے کا خطرہ ہو، اور ممکن ہو تو کسی کو نماز کے وقت بیدار کرنے کا کہہ دیا جائے۔

چنانچہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا (بخارى، رقم الحديث ۵۳۵، ترمذى، رقم الحديث ۱۶۸) [1]

---

[1] قال الترمذي: وفي الباب عن عائشة، وعبد الله بن مسعود، وأنس، حديث أبي برزة حديث حسن صحيح وقد كره أكثر أهل العلم النوم قبل صلاة العشاء ، ورخص في ذلك بعضهم، وقال عبد الله بن المبارك :أكثر الأحاديث على الكراهية، ورخص بعضهم في النوم قبل صلاة العشاء في رمضان.

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے (بخاری، ترمذی)

عشاء سے پہلے سونے کے ناپسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے مکروہ یا قضاء ہونے، یا جماعت چھوٹ جانے کا اندیشہ ہے۔

اور عشاء کے بعد دنیاوی گفتگو یا دنیاوی کاموں میں مشغولی کے نتیجہ میں فجر کی نماز کے وقت تک نیند کا تقاضا پورا نہ ہونے کی وجہ سے نماز کے وقت بیدار نہ ہونے کا خطرہ ہے۔ [1]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ، اِضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ، وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ، وَوَضَعَ رَأْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ

(مسلم، رقم الحديث ۶۸۳،۳۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تھے، پھر رات کے وقت سوتے تھے، تو اپنی دائیں کروٹ پر سوتے تھے، اور جب صبح سے کچھ دیر پہلے سوتے تھے تو اپنی کہنی کو کھڑا کر کے اپنے سر کو اپنی دائیں ہتھیلی پر رکھ کر سوتے تھے (مسلم)

یہ مضمون تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اور روایات میں بھی آیا ہے۔ [2]

---

[1] قوله والحديث بعدها أى المحادثه وسيأتى بعد أبواب أن هذه الكراهة مخصوصة بما إذا لم يكن فى أمر مطلوب وقيل الحكمة فيه لئلا يكون سببا فى ترك قيام الليل أو للاستغراق فى الحديث ثم يستغرق فى النوم فيخرج وقت الصبح(فتح الباريلابنِ حجر، قوله باب ما يكره من النوم قبل العشاء)

قوله وكان يكره النوم قبلها والحديث بعدها لأن النوم قبلها قد يؤدى إلى اخراجها عن وقتها مطلقا أو عن الوقت المختار والسمر بعدها قد يؤدى إلى النوم عن الصبح أو عن وقتها المختار أو عن قيام الليل وكان عمر بن الخطاب يضرب الناس على ذلك ويقول أسمرا أول الليل ونوما آخره وإذا تقرر أن علة النهى ذلك فقد يفرق فارق بين الليالى الطوال والقصار ويمكن أن تحمل الكراهة علياالاطلاق حسما للمادة لأن الشىء إذا شرع لكونه مظنة قد يستمر فيصير مئنة والله أعلم (فتح البارى لابنِ حجر،قوله باب ما يكره من السمر بعد العشاء)

[2] عن أبى قتادة، عن النبى صلى الله عليه وسلم بمثله .وزاد قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا عرس وعليه ليل توسد يمينه، وإذا عرس الصبح وضع رأسه على كفه اليمنى، وأقام ساعده (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۲۵۴۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح فرق کے ساتھ سونے کی وجہ یہ تھی کہ جب رات کا کافی وقت باقی اور صبح کا وقت دور ہوتا تھا، تو آرام کے ساتھ سونے کی صورت میں صبح کی نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا تھا، اور جب صبح کا وقت قریب ہوتا تھا، تو کہنی کھڑی کر کے ہتھیلی پر سر رکھ کر سونے کی وجہ یہ تھی تا کہ غفلت کی نیند کی وجہ سے صبح کی نماز فوت نہ ہوجائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی عام معمول کے مطابق سوئے اور نماز کے وقت بیدار ہوجانے کی عادت و معمول ہو، تب تو خیر ہے، ورنہ اگر نماز فوت ہونے کا خوف ہو، خواہ تاخیر سے سونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے، تو سوتے وقت اپنی طرف سے نماز کے وقت بیدار ہوجانے کا کوئی اہتمام وانتظام کرنا چاہیے۔ [1]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَقَالَ : بَعْضُ الْقَوْمِ: لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ : أَخَافُ أَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ بِلَالٌ : أَنَا أُوْقِظُكُمْ، فَاضْطَجَعُوْا، وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهُ إِلٰى رَاحِلَتِهٖ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَقَالَ : يَا بِلَالُ، أَيْنَ مَا قُلْتَ؟ قَالَ : مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ، قَالَ : إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ، وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِيْنَ شَاءَ، يَا بِلَالُ، قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلَاةِ فَتَوَضَّأَ، فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَّتْ، قَامَ فَصَلّٰى (بخاری، رقم الحديث ۵۹۵)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

عن أبي قتادة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا عرس بليل اضطجع على يمينه، وإذا عرس قبل الصبح نصب ذراعيه نصبا، ووضع رأسه على كفه هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۶۳۱)

[1] (كان إذا عرس) بالتشديد أي نزل وهو مسافر آخر الليل للاستراحة والتعريس نزول المسافر آخر الليل نزله للنوم والاستراحة (وعليه ليل) وفي رواية للترمذي بليل أي زمن ممتد منه (توسد يمينه) أي يده اليمنى أي جعلها وسادة لرأسه ونام نوم المتمكن لاعتماده على الانتباه وعدم فوت الصبح لبعده (وإذا عرس قبل الصبح) أي قبيله (وضع رأسه على كفه اليمنى وأقام ساعده) لئلا يتمكن من النوم فتفوته الصبح كما وقع في قصة الوادي فكان يفعل ذلك لأنه أعون على الانتباه وذلك تشريع وتعليم منه لأمته لئلا يثقل بهم النوم فيفوتهم أول الوقت(فيض القدير شرح الجامع الصغير، رقم الحديث ۶۷۴۵)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کے وقت سفر کررہے تھے، تو بعض لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اگر ہمیں کچھ آرام کروادیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ تم نماز کے وقت سوتے نہ رہ جاؤ، حضرت بلال نے عرض کیا: کہ میں تمہیں جگادوں گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام لیٹ کر سوگئے، حضرت بلال نے اپنی پیٹھ کا اپنے کجاوے (یعنی جانور پر رکھی جانے والی نشست) سے سہارا لے لیا، تو آپ کی آنکھوں پر نیند غالب آگئی اور آپ بھی سوگئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، اور سورج طلوع ہوچکا تھا، آپ نے فرمایا کہ اے بلال! آپ کا وعدہ کہاں گیا؟ حضرت بلال نے عرض کیا کہ مجھے ایسی شدید نیند کبھی نہیں آئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تمہاری روحوں کو جب چاہے (نیند طاری کرکے) قبض کرلیتا ہے اور جب چاہے تم پر (بیدار کرکے) واپس لوٹا دیتا ہے۔ اے بلال! آپ کھڑے ہوکر لوگوں کے لیے نماز کی اذان دیجیے، پھر آپ نے وضو کیا، پھر جب سورج بلند ہوگیا، اور روشنی پھیل گئی، تو آپ نے کھڑے ہوکر نماز پڑھائی (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سورج طلوع ہونے یعنی فجر کی نماز کا وقت نکل جانے کے بعد بیدار ہوئے تھے۔

اور مسند احمد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ:

ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ، وَصَلَّوُا الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّوُا الْفَجْرَ، ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْنَا. فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَقُولُونَ؟ إِنْ كَانَ أَمْرَ دُنْيَاكُمْ فَشَأْنُكُمْ، وَإِنْ كَانَ أَمْرَ دِيْنِكُمْ فَإِلَيَّ. قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا. فَقَالَ: لَا تَفْرِيطَ فِي النَّوْمِ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوهَا، وَمِنَ الْغَدِ وَقْتَهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۵۴۶، باسناد صحيح)

ترجمہ: پھر حضرت بلال نے اذان دی، اور سب نے فجر سے پہلے کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر فجر کی نماز پڑھی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم سوار ہوگئے، اور بعض صحابہ نے بعض کو کہا کہ ہم نے (نماز کا وقت گزرنے کے بعد بیدار ہوکر) اپنی نماز میں کوتاہی سے کام لیا، تو رسول اللہ

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اگر تمہاری دنیا کا معاملہ ہو، تو تمہیں کہنے کا حق ہے، اور اگر تمہارے دین کا معاملہ ہو، تو اس کا حق مجھے ہے، ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے اپنی نماز میں کوتاہی کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند میں (سوتے رہ جانے کی وجہ سے نماز قضا ہونے پر) کوتاہی نہیں ہوتی، کوتاہی تو بیداری کی حالت میں (نماز قضا کردینے سے) ہوتی ہے، پس جب ایسا ہوجائے (یعنی تم اتفاقاً نماز کے وقت سوتے رہ جاؤ) تو تم (بیدار ہونے پر) اس نماز کو پڑھ لو، اور اگلے دن اس کے وقت میں بھی (پڑھ سکتے ہو) (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ جب نماز کے وقت سوتے رہ جانے کی وجہ سے نماز کے فوت وقضا ہوجانے کا ڈر ہو، تو اُٹھ کر نماز پڑھنے کا ارادہ کرکے اور کسی کو بیدار کرنے اور جگانے کے لیے مقرر کرکے سونا چاہیے، جس میں آج کل کا ''الارم'' (Alarm) بھی داخل ہے، پھر اس کے باوجود بھی اگر آنکھ نہ کھلے اور سوتے رہ جانے کی وجہ سے نماز قضا ہوجائے، تو نماز کو قضا کرنے کا گناہ نہیں ہوگا، بشرطیکہ وقت پر آنکھ نہ کھلی ہو، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اور اگر وقت پر آنکھ کھل گئی، اور شعور ہونے کے باوجود پھر بھی غفلت ولاپرواہی اختیار کی اور دوبارہ سوگیا، جب کہ اٹھ کر نماز پڑھنے میں کوئی معقول اور واقعی عذر بھی نہیں تھا، سوائے سُستی، کاہلی یا غفلت کے، جس کی وجہ سے نماز قضا ہوگئی، تو پھر گناہ گار رہوگا۔ [1]

---

[1] لا يعلم خلاف بين الفقهاء في أن تأخير الصلاة عن وقتها بدون عذر ذنب عظيم، لا يرفع إلا بالتوبة والندم على ما فرط من العبد، وقد سمى النبي صلى الله عليه وسلم من فعل ذلك بأنه مفرط أي مقصر، حيث قال: ليس التفريط في النوم، إنما التفريط في اليقظة.

أما تأخيرها بعذر النسيان، فلا نعلم خلافا بين الفقهاء أيضا في أن العبد غير مؤاخذ على هذا التأخير لقوله صلى الله عليه وسلم: رفع عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه.

وأما تأخيرها بعذر النوم، فالذي يفهم من قوله صلى الله عليه وسلم: ليس في النوم تفريط، إنما التفريط في اليقظة، فإذا نسي أحدكم صلاة أو نام عنها فليصلها إذا ذكرها.

أن النوم الذي يترتب عليه تأخير الصلاة عن وقتها لا يؤاخذ عليه العبد، ولا يعتبر مفرطا، وقد نام النبي صلى الله عليه وسلم عن صلاة الصبح في حديث التعريس عن أبي قتادة قال: سرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة، فقال بعض القوم: لو عرست بنا يا رسول الله، قال: أخاف أن تناموا عن الصلاة، قال بلال: أنا أوقظكم، فاضطجعوا، وأسند بلال ظهره إلى راحلته، فغلبته عيناه فنام، فاستيقظ النبي صلى الله عليه وسلم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

نیند اور بھول میں نماز قضاء ہونے پر کوتاہی و گناہ نہ ہونا

ساتویں بات یہ ہے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سونے والا سونے سے پہلے نماز کے لئے جاگنے کے ارادہ و اہتمام میں کوتاہی سے کام نہ لے، یا کسی عذر کی وجہ سے دیر سے سوئے، اور پھر وہ نماز کے وقت میں سوتا رہ جائے، یا اس کو نماز پڑھنا یاد نہ رہے، اور اسی حالت میں نماز کا وقت گزر جائے، تو وہ کوتاہی کرنے والا اور گناہ گار شمار نہیں ہوتا، بشرطیکہ یاد آنے یا بیدار ہونے کے بعد جلد از جلد اس نماز کو پڑھ لے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ حُنَيْنٍ سَارَ لَيْلَةً حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ وَقَالَ : لِبِلَالٍ اِكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ، فَصَلّٰى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الصُّبْحُ اِسْتَسْنَدَ بِلَالٌ إِلٰى رَاحِلَتِهٖ يُوَاجِهُ الْفَجْرَ فَغَلَبَتْ بِلَالٌ عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَسْنِدٌ إِلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَهُمْ اِسْتِيْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ : أَيْ بِلَالُ" فَقَالَ بِلَالٌ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِيْ أَخَذَ بِنَفْسِكَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : اِقْتَادُوْا رَوَاحِلَكُمْ ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِلَالَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَقَالَ:مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ(وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِىْ) (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۰۶۹ ،باسناد صحيح)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقد طلع حاجب الشمس فقال :يا بلال أين ما قلت؟ فقال :ما ألقيت على نومة مثلها قط، قال :إن الله قبض أرواحكم حين شاء ، وردها عليكم حين شاء ، يا بلال قم فأذن الناس بالصلاة، فتوضأ، فلما ارتفعت الشمس، وابياضت، قام فصلى بالناس .غير أنه يفهم من هذا الحديث أنه إذا غلب على ظنه أنه لو نام تفوته الصلاة يكلف أحدا بإيقاظه، وهو ما يفهم من مذهب الحنفية والمالكية. وقد قال الحنفية :إنه يكره النوم قبل صلاة العشاء ، وهو مذهب مالک والشافعية وأحمد، لحديث أنه صلى الله عليه وسلم كان يكره النوم قبلها والحديث بعدها. وفى قول للشافعية يكره النوم قبل الصلاة فى جميع الأوقات، والظاهر عندهم كراهة النوم بعد دخول الوقت، أما قبل دخوله فجائز عندهم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷،ص۱۸۷ ،ماده،أوقات الصلاة،تأخير الصلاة بلا عذر)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین کے غزوہ سے واپس لوٹے تو رات کو سفر کیا، یہاں تک کہ جب آپ کو لمبے سفر کی وجہ سے تھکن ہوگئی، تو آرام کیا، اور حضرت بلال سے فرمادیا کہ ہمارے لئے آپ رات کو (جاگ کر) پہرہ دو، تو حضرت بلال نے جتنی مقدر میں تھی، جاگ کر نماز پڑھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سو گئے، جب صبح کا وقت قریب آیا، تو حضرت بلال اپنی سواری کے کجاوہ (ونشست) پر سہارا لے کر طلوعِ فجر کے انتظار میں بیٹھ گئے، تو آپ کی آنکھوں پر نیند غالب آ گئی، اور وہ اسی حال میں اپنے کجاوہ سے ٹیک لگائے ہوئے سو رہے تھے، پھر (فجر کی نماز کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اور حضرت بلال میں سے کوئی بھی بیدار نہیں ہوسکا، یہاں تک کہ اُن پر سورج کی دھوپ پڑی، تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال! تو حضرت بلال نے عرض کیا کہ مجھ کو بھی اسی چیز نے پکڑ لیا تھا، جس نے اے اللہ کے رسول! آپ کو پکڑ لیا تھا (یعنی نیند نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی سواریوں کو یہاں سے لے کر چلو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اور حضرت بلال کو اذان واقامت کا حکم فرمایا، پھر نماز کھڑی کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کو بھول جائے، یا نماز کے وقت سوتا رہ جائے، تو اس نماز کو یاد آنے (یا بیدار ہونے پر) پڑھ لے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تم نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو (ابن حبان)

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اس موقع پر سورج طلوع ہونے بلکہ دھوپ کے اپنے اوپر پڑنے کے بعد بیدار ہوئے تھے، اور فجر کی نماز قضاء ہوچکی تھی، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کُھلنے کے بعد صحابۂ کرام سے یہ بھی فرمایا کہ تم اس جگہ سے منتقل ہوجاؤ، جس میں تمہیں غفلت واقع ہوئی، پھر آگے ایک جگہ پہنچ کر نماز پڑھی۔ [1]

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت ذی مخمر حبشی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں

---

[1] عن أبی هريرة، فی هذا الخبر، قال :فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :تحولوا عن مكانكم الذى أصابتكم فيه الغفلة، قال فأمر بلالا فأذن وأقام وصلى (ابو داؤد، رقم الحديث ۴۳۶)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کے واقعہ میں روایت ہے کہ:

فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَرَّطْنَا، قَالَ : لَا، قَبَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَرْوَاحَنَا وَقَدْ رَدَّهَا إِلَيْنَا، وَقَدْ صَلَّيْنَا (مسند احمد) [1]

ترجمہ: تو ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! ہم نے (فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کی وجہ سے) کوتاہی کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، اللہ عزوجل نے ہماری روحوں کو (نیند کی وجہ سے) قبض کرلیا تھا، اور (پھر جس وقت چاہا) اُن کو ہماری طرف لوٹادیا (یعنی ہمیں بیدار کردیا) اور ہم نے نماز پڑھ لی (مسنداحمد، طبرانی)

اور حضرت زید بن اسلم سے مروی ایک مرسل روایت میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کے واقعہ میں مروی ہے کہ:

فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ . ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ، وَقَدْ رَأٰى مِنْ فَزَعِهِمْ . فَقَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَنَا، وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِيْ حِيْنٍ غَيْرِ هٰذَا . فَإِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ نَسِيَهَا، ثُمَّ فَزِعَ إِلَيْهَا، فَلْيُصَلِّهَا، كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا فِيْ وَقْتِهَا (موطا مالک، رقم الحديث ٣٦" ١١"، باب النوم عن الصلاة)

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، اور آپ نے لوگوں کی گھبراہٹ کو دیکھ لیا تھا، پھر فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ نے ہماری روحوں کو (نیند کی وجہ سے) قبض کرلیا تھا، اور اگر اللہ چاہتا، تو اُن روحوں کو اس وقت کے علاوہ (کسی اور وقت) لوٹاتا (یعنی اس کے بھی بعد بیدار کرتا) پس جب تم میں سے کوئی نماز سے سوتا رہ جائے، یا نماز کو بھول جائے، پھر نماز کے لئے گھبرا کر اُٹھے، تو (یاد آنے

[1] رقم الحديث ١٦٨٢٤، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ٢٦٦٢، مسندالشاميين للطبرانی، رقم الحديث ١٠٧٤.

فی حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

وقال الهيثمی: رواه أحمد والطبرانی فی الأوسط، ورجال أحمد ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٩٤، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

یا بیدار ہونے پر) اس نماز کو پڑھ لے، جیسا کہ وہ اس کے وقت میں پڑھا کرتا تھا (موطا مالک)

اس طرح کی حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذِهِ الْأَرْوَاحَ عَارِيَةٌ فِيْ أَجْسَادِ الْعِبَادِ يَقْبِضُهَا وَيُرْسِلُهَا إِذَا شَاءَ.

ترجمہ: اے لوگو! یہ روحیں (اللہ کی طرف سے) بندوں کے جسموں میں عاریت (وامانت) ہیں، اللہ جب چاہے اُن کو (نیند کی وجہ سے) قبض کر لیتا ہے، اور جب چاہے (بیدار کر کے) واپس کر دیتا ہے (بزار) [1]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِيْمَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَجِيْءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى حِيْنَ يَنْتَبِهُ لَهَا

(نسائی، رقم الحدیث ۶۱۵، باب فِيمَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند کی حالت میں (نماز قضا ہو جائے تو) کوتاہی شمار نہیں ہوتی، کوتاہی تو اس شخص کی ہے کہ جس نے نماز نہیں پڑھی، یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ گیا، جبکہ وہ نماز کے وقت جاگا ہوا بھی تھا (نسائی)

---

[1] وحدثناه عمر بن محمد بن محمد بن الحسن، حدثنا أبی عن عتبة أبی عمرو، عن الشعبی، عن أنس، قال: كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فی سفر فقال: من يكلأنا الليلة؟ فقلت: أنا فنام ونام الناس ونمت فلم نستيقظ إلا بحر الشمس فقال: أيها الناس إن هذه الأرواح عارية فی أجساد العباد يقبضها ويرسلها إذا شاء فاقضوا حوائجكم على رسلكم فقضينا حوائجنا على رسلنا وتوضأنا وتوضأ النبی صلى الله عليه وسلم وصلى ركعتی الفجر قبل الصلاة، ثم صلى بنا (مسندالبزار، رقم الحديث ۷۴۷۴)

قال البزار: وهذا الحديث لا نعلم رواه عَن الشَّعبِیّ، عَن أَنَس إلَّا عتبة، ولاَ حدث به إلَّا مُحَمد بن الحسن الأسدی.

وقال الهيثمی: رواه البزار، وفيه عتبة أبو عمرو روى عن الشعبی وروى عنه محمد بن الحسن الأسدی، ولم أجد من ذكره، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۰۶، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

اور صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلٰى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَجِيْءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلْيُصَلِّهَا حِيْنَ يَنْتَبِهُ لَهَا (مسلم) [1]

ترجمہ: خبردار ہو جاؤ کہ نیند میں تفریط (وکوتاہی) نہیں ہے، تفریط (وکوتاہی) تو اس شخص پر ہے کہ جس نے نماز نہیں پڑھی، یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ گیا، پس جس شخص نے (نیند کی وجہ سے) نماز نہیں پڑھی، تو اسے چاہئے کہ جب بیدار ہو، تو اس وقت نماز پڑھ لے (مسلم)

اور سنن ترمذی میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً، أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا (ترمذی، رقم الحديث ۱۷۷، باب ماجاء فی النوم عن الصلاة)

ترجمہ: لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی نیند کی وجہ سے نماز رہ جانے کا ذکر کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند میں کوتاہی نہیں کہلاتی، بلکہ کوتاہی تو جاگتے میں کہلاتی ہے، پس جب تم میں سے کوئی نماز کو بھول جائے، یا نماز کے وقت سوتا رہ جائے، تو اسے چاہیے کہ جب اسے یاد آئے (یا بیدار ہو) تو اس نماز کو پڑھ لے (ترمذی)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح کے واقعہ کے ذیل میں اللہ کی طرف سے اس طرح بیدار ہونے اور یاد آنے کے بعد نماز پڑھ لینے کی رعایت پر بہت زیادہ خوش ہونے کی روایت بھی مروی ہے۔ [2]

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت اتفاق سے کوئی نماز کے وقت سوتا رہ جائے اور اس کی آنکھ نہ کھلے، یا نماز پڑھنا یاد نہ رہے، اور اسی حال میں نماز کا وقت ختم ہو جائے، تو اس کو نماز قضا کرنے کا

---

[1] رقم الحديث ۱۵۹۴، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها.

[2] عن ابن عباس، قال " :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فى سفر، فعرس من الليل فرقد، فلم يستيقظ إلا بالشمس "، قال " :فأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بلالا فأذن، فصلى ركعتين "قال :فقال ابن عباس " :ما تسرني الدنيا وما فيها بها -يعني الرخصة (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۳۴۹ ،باسناد حسن)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

گناہ نہیں ہوتا، بشرطیکہ بیدار ہونے اور اسی طرح یاد آنے کے بعد اس نماز کو پڑھ لے۔

یاد آنے یا بیدار ہونے پر جلد نماز پڑھنا

آٹھویں بات یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی طرف سے غفلت اختیار نہ کرے، اور پھر نماز کے وقت سوتا رہ جائے، یا نماز پڑھنا بھول جائے، تو بیدار ہونے اور یاد آنے کے بعد جلد از جلد اس نماز کو پڑھ لینا چاہئے، اور مزید تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ (صحيح مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز کو بھول گیا (خواہ جاگتے ہوئے یا سوتے رہ جانے کی وجہ سے) تو اسے چاہئے کہ جب اسے نماز یاد آئے (اور نیند سے بیدار ہو) تو اسی وقت اس نماز کو پڑھ لے، اس کا کفارہ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے (مسلم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا (صحيح مسلم) [2]

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز کو بھول گیا یا نماز کے وقت سوتا رہ گیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اسے نماز یاد آئے (یا بیدار ہو) تو اس نماز کو پڑھ لے (اور اس میں کوتاہی سے کام نہ لے) (مسلم)

اور صحیح مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ (مسلم) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز سے سوتا رہ جائے

---

[1] رقم الحديث ۱۱۰۲، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها.

[2] رقم الحديث ۱۱۰۳، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها.

[3] رقم الحديث ۱۱۰۴، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها.

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

یا اس سے غافل رہے تو اسے چاہئے کہ جب اسے نماز یاد آئے (اور بیدار ہو تو) اسی وقت اس نماز کو پڑھ لے، کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو (مسلم)

اور حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرِهِ الَّذِيْ نَامُوْا فِيْهِ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ أَرْوَاحَكُمْ، فَمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا اسْتَيْقَظَ، وَمَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ (مسند أبي يعلى، رقم الحديث ۸۹۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس سفر میں جس میں وہ سورج طلوع ہونے تک سوتے رہ گئے تھے، فرمایا کہ تم (سونے کی وجہ سے) فوت ہو گئے تھے، تو اللہ نے تمہاری طرف تمہاری روحوں کو (بیدار کر کے) لوٹا دیا ہے، پس جو کوئی نماز سے سوتا رہ جائے، تو اسے چاہئے کہ جب بیدار ہو تو نماز پڑھ لے، اور جو کوئی نماز بھول جائے، تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے، تو نماز پڑھ لے (ابویعلیٰ)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَكْلَؤُنَا فَقَالَ بِلَالٌ: أَنَا، فَنَامُوْا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِفْعَلُوْا كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُوْنَ، قَالَ: فَفَعَلْنَا، قَالَ: فَكَذٰلِكَ فَافْعَلُوْا لِمَنْ نَامَ أَوْ نَسِيَ (سنن أبي داود، رقم الحديث ۴۴۷)

ترجمہ: (صلح) حدیبیہ کے زمانہ میں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا پہرہ کون دے گا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں، پس سب لوگ سوتے رہے، یہاں تک کہ سورج نکل آیا، پس نبی صلی اللہ

---

[1] فی حاشية مسند ابی یعلیٰ: إسناده صحیح.
وقال الهيثمي: رواه أبو يعلى والطبراني في الكبير، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۰۳، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

علیہ وسلم بیدار ہوئے، تو فرمایا کہ تم ویسا ہی کرو جیسا کرتے تھے (یعنی حسبِ معمول نماز پڑھو)
پس ہم نے ایسا ہی کیا، پس اسی طرح جب کوئی سوتا رہ جائے یا بھول جائے تو تم بھی ایسا ہی
کرو (ابوداؤد)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورج طلوع ہونے کے بعد بیدار ہوئے تھے، اور آپ نے وضو وغیرہ کر کے اسی وقت فجر کی قضا نماز پڑھ لی تھی۔

اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا (مسند البزار، رقم الحديث ٣٦٩٤) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی نماز بھول جائے، یا نماز سے سوتا رہ جائے، تو اسے چاہئے کہ جب اُسے نماز یاد آئے (یا بیدار ہو) تو وہ نماز پڑھ لے (بزار)

اس طرح کی احادیث حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی مروی ہیں۔ ۲؎

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ (ترمذی، رقم الحديث ٤٦٥)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وتر کی نماز سے سوتا رہ گیا، یا اس کو بھول گیا، تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے، اور جب بیدار ہو، تو وتر کی نماز پڑھ لے (ترمذی)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

۱؎ قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله موثقون (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٨٠٤، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

۲؎ عن سمرة بن جندب، قال :أحسبه مرفوعا، "من نسي صلاة فليصلها حين يذكرها، ومن الغد للوقت (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٠٢٥٧)
فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

عن عمران بن حصين قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من نسي صلاة فليصلها إذا ذكرها (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٤١٥)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

جَاءَ تِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ زَوْجِى صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ يَضْرِبُنِىْ إِذَا صَلَّيْتُ وَيُفَطِّرُنِىْ إِذَا صُمْتُ وَلاَ يُصَلِّىْ صَلاَةَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ . قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ. قَالَ فَسَأَلَهُ عَمَّا قَالَتْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَّا قَوْلُهَا يَضْرِبُنِىْ إِذَا صَلَّيْتُ فَإِنَّهَا تَقْرَأُ بِسُوْرَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا . قَالَ فَقَالَ لَوْ كَانَتْ سُوْرَةٌ وَاحِدَةٌ لَكَفَتِ النَّاسَ . وَأَمَّا قَوْلُهَا يُفَطِّرُنِىْ فَإِنَّهَا تَنْطَلِقُ فَتَصُومُ وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلاَ أَصْبِرُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَوْمَئِذٍ لاَ تَصُومُ امْرَأَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا. وَأَمَّا قَوْلُهَا إِنِّىْ لاَ أُصَلِّىْ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ لاَ نَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. قَالَ فَإِذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ (سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ہم اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، اس عورت نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میرے شوہر صفوان بن معطل مجھے مارتے ہیں جب میں نماز پڑھتی ہوں، اور جب میں (نفلی) روزہ رکھتی ہوں تو وہ روزہ تُڑوادیتے ہیں، اور فجر کی نماز سورج طلوع ہونے سے پہلے نہیں پڑھتے۔

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ (اس خاتون کے شوہر) حضرت صفوان اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیوی کی شکایت کے متعلق معلوم کیا تو حضرت صفوان نے عرض کیا کہ ان کو نماز پڑھنے پر مارنے کی وجہ تو یہ ہے کہ یہ نماز میں دو (لمبی لمبی) سورتیں پڑھتی ہیں، اور میں نے ان کو ان لمبی سورتوں کے پڑھنے سے منع کررکھا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک ہی سورت ہو تو بھی لوگوں کو کافی ہے (لہٰذا شوہر کی اجازت کے بغیر دو لمبی لمبی سورتیں پڑھنے کی ضرورت نہیں) رہی ان کی روزہ تڑوادینے کی شکایت تو یہ خود جا کر (نفلی) روزہ رکھ لیتی ہیں، اور میں جوان

---

[1] رقم الحدیث ۲۴۶۱ ،باب الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا، مسنداحمد، رقم الحدیث ۱۱۷۵۹، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۵۴۶ .

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین، ولم یخرجاه (حوالہ بالا)

و فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر عبد الله بن أحمد، فقد أخرج له النسائی، وهو ثقة، وقد توبع.

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

آدمی ہوں، مجھ سے (صحبت کئے بغیر) صبر نہیں ہوتا (اور ان کے روزہ رکھنے کی وجہ سے میرے حقِ زوجیت کے تقاضہ کے پورا ہونے میں خلل آتا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت کسی دن کا (نفلی) روزہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔

اور رہی ان کی یہ شکایت کہ میں سورج طلوع ہونے سے پہلے نماز نہیں پڑھتا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایسے گھر والے ہیں کہ جن کے بارے میں (رات کو دیر تک کام کاج کی مشغولیت) سب کو معلوم ہے، جس کی وجہ سے سورج طلوع ہونے سے پہلے ہماری آنکھ نہیں کھل پاتی (اور ایسا شخص شریعت کی نظر میں معذور ہے، اور گناہ گار نہیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ بیدار ہوں، تو اس وقت نماز پڑھ لیا کریں (ابوداؤد، حاکم، مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کسی نماز کو بھول جائے، یا کسی نماز کے وقت سوتا رہ جائے، تو یاد آنے یا آنکھ کُھلنے پر جلد از جلد اس نماز کو پڑھ لینا چاہئے، اور مزید تاخیر نہیں کرنی چاہئے، ایسی صورت میں امید ہے کہ وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔[1]

طلوع یا غروب کے وقت آنکھ کُھلنے پر فجر یا عصر پڑھنا

اب آخر میں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ مذکورہ احادیث میں نماز کے وقت سوتے رہ جانے یا بھول جانے والے شخص کو بیدار ہوتے ہی اور یاد آتے ہی نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اور ان احادیث میں سورج غروب یا طلوع ہونے کے وقت کی کوئی قید نہیں لگائی گئی، لہٰذا اگر کوئی فجر یا عصر کے وقت سوتا رہ گیا، یا اسے نماز پڑھنا یاد نہ رہا، اور آنکھ کھلنے اور یاد آنے کے فوراً بعد اس نے نماز پڑھنا شروع کی، مگر نماز کے درمیان سورج طلوع یا غروب ہوگیا، تو کیا اس کی نماز درست اور ادا ہوجائے گی، یا کہ نہیں؟

تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ کئی احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ اگر کسی نے عصر کی نماز پڑھنا شروع کی، اور مثلاً ایک رکعت یا اس سے زیادہ پڑھنے کے بعد سورج غروب ہوگیا، یا کسی نے فجر کی نماز پڑھنا شروع

---

[1] الوجه الثامن والعشرون: إذا أراد أن ينام قبل الوقت، ويغلب على ظنه أن نومه يستغرق الوقت، لم يمتنع عليه ذلک؛ لأن التكليف لم يتعلق به بعد، ويشهد له ما ورد فی الحديث :أن امرأة عابت زوجها بأنه ينام حتى تطلع الشمس فلا يصلى الصبح إلا ذلک الوقت، فقال :إنا أهل بيت معروف لنا ذلک -أی :ينامون من الليل حتى تطلع الشمس -فقال النبی صلى الله عليه وسلم :(إذا استيقظت فصل .(أو ما هذا معناه (إبراز الحكم من حديث رفع القلم لتقی الدين السبكی، ج ۱، ص ۲۰)

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

کی، اور مثلاً ایک رکعت پڑھنے کے بعد سورج طلوع ہوگیا، تو اس کی نماز درست ہوجائے گی۔

چنانچہ حضرت عطاء بن یسار، حضرت بسر بن سعید اور حضرت اعرج رحمہم اللہ، یہ تمام تابعین حضرات، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ (بخاری، رقم الحديث ۵۷۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پالی، تو اس نے فجر کی نماز کو پالیا، اور جس نے عصر کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پالی، تو اس نے عصر کی نماز کو پالیا (بخاری)

اور حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ، قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ (بخاری، رقم الحديث ۵۵۶، نسائی، رقم الحديث ۵۱۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عصر کی نماز کے سجدہ (یعنی ایک رکعت) کو سورج غروب ہونے سے پہلے پالے، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی عصر کی نماز کو پورا کرے، اور جب فجر کی نماز کے سجدہ (یعنی ایک رکعت) کو سورج طلوع ہونے سے پہلے پالے، تو اسے چاہئے کہ اپنی فجر کی نماز کو پورا کرے (بخاری، نسائی)

اور حضرت ابوسلمہ کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ إِلَّا أَنْ يَّقْضِيَ مَا فَاتَهُ (القراءة خلف الامام للبخاری، رقم الحديث ۱۳۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز کی ایک رکعت پالی، تو اُس نے نماز پالی، مگر یہ کہ جو (نماز کا حصہ) اُس سے رہ جائے، وہ اُسے (قضاء کے طور پر) پڑھ لے

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

(قراءۃ خلف الامام)

اور حضرت بشیر بن نہیک رحمہ اللہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ صَلّٰى يَعْنِيُ رَكْعَتَيِ الصُّبْحِ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهٗ (مسند احمد،رقم الحدیث ۸۰۵۶، باسناد صحیح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی دو رکعت نماز کو پڑھنا شروع کیا، پھر سورج طلوع ہوگیا، تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنی (فجر کی) نماز پوری کرے (مسند احمد)

اور حضرت بشیر بن نہیک کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرٰى (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۱۵۸۱،باسناد صحیح)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے (فجر کی) نماز کی ایک رکعت پالی، پھر سورج طلوع ہوا، تو اُسے چاہیے کہ اُس (ایک رکعت) کے ساتھ دوسری (رکعت) ملالے (اور اس طرح دونوں رکعتیں مکمل کرلے) (ابن حبان)

اور حضرت ابو صالح رحمہ اللہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ أَوْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ (مسند البزار، رقم الحدیث ۹۲۵۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت پالی، تو اُس نے (فجر کی) نماز پالی، اور جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک یا دو رکعتیں پالیں، تو اُس نے (عصر کی) نماز پالی (بزار)

اس طرح کی اور بھی روایت ہے۔ [1]

---

[1] عن سهيل بن أبى صالح، عن أبيه، عن أبى هريرة، عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال ": من أدرك ركعة من صلاة الصبح قبل طلوع الشمس، فقد أدرك الصلاة، ومن أدرك ركعتين

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

اورحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ،حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْفَجْرِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَرَكْعَةً بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۱۵۸۲،باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی،تو اُس نے (عصر کی) نماز پالی،اور جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی،اورایک رکعت سورج طلوع ہونے کے بعد پائی،تو اُس نے (فجر کی) نماز پالی (ابن حبان)

ملحوظ رہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سمیت،اس حدیث کونقل کرنے والے متعدد تابعین حضرات ہیں۔

اورحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی یہی مضمون مروی ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾

من العصر، قبل أن تغيب الشمس، فقد أدرك الصلاة (مسند أحمد، رقم الحديث ۹۹۱۸)

في حاشية مسند احمد: حديث صحيح دون قوله " :ركعتين من العصر "فهي رواية شاذة، تفرد بها أبو صالح دون أصحاب أبي هريرة عنه.

لیکن حضرت ابوصالح کی مسند بزار کی روایت میں ایک یادورکعتوں کا ذکر ہے،جیسا کہ پہلے گزرا،اور مطلب یہ ہے کہ جس نے عصر کی ایک یادورکعتیں پڑھ لیں،پھر سورج غروب ہوا،اور ظاہر ہے کہ اس اعتبار سے یہ الفاظ شاذ نہیں ہیں،اور ایک یادورکعتوں کا ذکر بطور تمثیل کے ہے،ورنہ بعض روایات میں رکعۃ اور رکعتین وغیرہ کی قید کے بغیر نماز کے دوران طلوع یاغروب ہونے پر نماز پالینے یامکمل کرلینے کا حکم مذکور ہے۔

[۱] عن زيد بن أسلم، عن عبد الرحمن بن الأعرج، وفلان يشهدان على أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :من أدرك ركعة من صلاة الفجر قبل أن تطلع الشمس لم تفته، ومن أدرك ركعة من صلاة العصر قبل أن تغيب الشمس لم تفته (المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ۲۹۴۲)

عبد الرزاق عن الثوري عن الأعمش عن ذكوان عن أبي هريرة قال من أدرك ركعة من الفجر قبل طلوع الشمس فقد أدركها ومن أدرك من العصر ركعتين قبل غروب الشمس فقد أدركها (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۲۲۲۸)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

حضرت ابنِ عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ، اس طرح کی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے بھی صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ سَجْدَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، أَوْ مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا، وَالسَّجْدَةُ إِنَّمَا هِيَ الرَّكْعَةُ (مسلم، رقم الحديث ۶۰۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عصر کے سجدہ (یعنی ایک رکعت) کو سورج غروب ہونے سے پہلے پالیا، یا صبح کے سجدہ (یعنی ایک رکعت) کو سورج طلوع ہونے سے پہلے پالیا، تو اس نے عصر اور فجر کو پالیا، اور سجدہ سے مراد رکعت ہے (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ [۱]

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد، حضرت طاوس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عبد الرزاق عن الثوری عن الأعمش عن أبی هريرة قال من أدرک رکعة من الفجر قبل طلوع الشمس فقد أدرک ومن أدرک من العصر رکعتين قبل غروب الشمس فقد أدرک (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۲۲۲۹)

عن أبی رافع، عن أبی هريرة، أن النبی صلی الله عليه وسلم، قال :من صلی رکعة من صلاة الصبح، ثم طلعت الشمس فليتم صلاته کلا الإسنادين صحيحان، فقد احتجا جميعا بخلاس بن عمرو شاهدا (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۰۱۴)

عن أبی رافع ,عن أبی هريرة رضی الله عنه ,عن رسول الله صلی الله عليه وسلم أنه قال :من أدرک من صلاة الغداة رکعة قبل أن تطلع الشمس فليصل إليها أخری (شرح معانی الآثار، رقم الحديث ۲۳۲۸)

عن الزهری، عن أبی سلمة، عن أبی هريرة، رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال :من أدرک رکعة من صلاة الغداة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرکها، ومن أدرک رکعة من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرکها قال البخاری تابعه معمر، عن الزهری، ورواه، عطاء بن يسار، وکثير بن سعيد وأبو صالح، والأعرج، وأبو رافع، ومحمد بن إبراهيم، وابن عباس عن أبی هريرة، عن النبی صلی الله عليه وسلم (القراء ة خلف الامام للبخاری، رقم الحديث ۱۲۷)

[۱] عن عائشة، عن النبی صلی الله عليه وسلم قال :من أدرک رکعة من الفجر قبل أن تطلع الشمس فقد أدرکها، ومن أدرک رکعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرکها (نسائی، رقم الحديث ۵۵۱)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : مَنْ أَدْرَکَ مِنَ الْعَصْرِ رَکْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَکَهَا " يُرْوٰى ذٰلِکَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَمَنْ أَدْرَکَ مِنَ الْفَجْرِ رَکْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَکَهَا (مسند أحمد،رقم الحديث ۷۷۹۸،باسناد صحيح)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالیا تو اس نے عصر کی نماز کو پالیا،حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت کو پالیا،تو اس نے فجر کی نماز کو پالیا(مسنداحمد)

اور حضرت طاوس رحمہ اللہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَدْرَکَ مِنَ الصُّبْحِ رَکْعَةً قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَقَدْ أَدْرَکَهَا (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۲۲۲۷)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت کو پالیا،تو اس نے فجر کی نماز کو پالیا(عبدالرزاق)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت سالم رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدْرَکَ رَکْعَةً مِّنْ صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ فَقَدْ أَدْرَکَهَا إِلَّا أَنَّهُ يَقْضِيْ مَا فَاتَهُ (نسائی، رقم الحديث ۵۵۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی نماز کی ایک رکعت کو(وقت کے اندر) پالیا،تو اس نے اس نماز کو پالیا،مگر یہ کہ جو حصہ اس کا فوت ہوگیا،اس کو وہ قضا کرے گا(نسائی)

مذکورہ صحیح اور صریح احادیث اور ان کے ساتھ سونے والے کو بیدار ہونے کے اور بھول جانے والے کو یاد آنے کے فوراً بعد نماز پڑھنے کے حکم والی احادیث کے پیشِ نظر حنفیہ کے مشہور قول کے علاوہ دیگر جمہور فقہائے کرام (شافعیہ،حنابلہ اور مالکیہ وغیرہ) کے نزدیک اگر کسی عذر (مثلاً سوتے ہوئے رہنے یا بھول جانے کی وجہ) سے فجر یا عصر کی نماز میں تاخیر ہوگئی اور طلوع یا غروب ہونے میں اتنا وقت باقی رہ گیا کہ عصر کی نماز پڑھنے کے دوران سورج غروب ہوجائے گا، یا فجر کی نماز پڑھنے کے دوران سورج طلوع ہوجائے گا،تو تب بھی عصر اور فجر کی نماز پڑھ لینی چاہئے، اور اگر نماز کے دوران سورج غروب یا طلوع

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

ہوگیا، تو تب بھی اس کی عصر اور فجر کی نماز درست اور فریضہ ادا ہوجائے گا، اور یہ نماز باطل یا فاسد شمار نہیں ہوگی، اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ [1]

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَبِهِ يَقُولُ

---

[1] وفى هذه النصوص كلها :دليل صريح على أن من صلى ركعة من الفجر قبل طلوع الشمس ثم طلعت الشمس أنه يتم صلاته وتجزئه، وكذلک كل من طلعت عليه الشمس وهو فى صلاة الفجر فإنه يتم صلاته وتجزئه، وكذلک كل من طلعت عليه الشمس وهو فى صلاة الفجر فإنه يتم صلاته وتجزئه، وهو قول جمهور العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم(فتح البارى۔ لابن رجب، كتاب الصلاة)

وقال الرافعى احتج الشافعى بهذا الحديث على أن وقت العصر يبقى إلى غروب الشمس واحتج به أيضا على أن من صلى فى الوقت ركعة والباقى خارج الوقت تكون صلاته جائزة مؤداة وعلى أن المعذور إذا زال عذره وقد بقى ن الوقت قدر ركعة كما إذا أفاق المجنون أو بلغ الصبى تلزمه تلک الصلاة وعلى أن من طلعت عليه الشمس وهو فى صلاة الصبح لا تبطل صلاته خلافا لقول بعضهم قال وفى الجمع بين هذه الاحتجاجات توقف انتهى والبعض المشار إليهم هم الحنفية وقال الشيخ أكمل الدين فى شرح المشارق فى الجواب عنهم فحمل الحديث على أن المراد فقد أدرک ثواب كل الصلاة باعتبار نيته لا باعتبار عمله وإن معنى قوله فليتم صلاته أى ليأت بها على وجه التمام فى وقت آخر قلت وهذا تأويل بعيد يرده بقية طرق الحديث وقد أخرج الدارقطنى من حدث أبى هريرة مرفوعا إذا صلى أحدكم ركعة من صلاة الصبح ثم طلعت الشمس فليصل إليها أخرى قال بن عبد البر لا وجه لدعوى النسخ فى حديث الباب لأنه لم يثبت فيه تعارض بحيث لا يمكن الجمع ولا لتقديم حديث النهى عن الصلاة عند طلوع الشمس وعند غروبها عليه لأنه يحمل على التطوع فائدة روى أبو نعيم فى كتاب الصلاة الحديث بلفظ من أدرک ركعتين قبل أن تغرب الشمس وركعتين بعد ما غابت الشمس لم تفته العصر (تنوير الحوالک شرح موطا مالک للسيوطى، ج ١، ص ١٩، باب وقوت الصلاة)

لو دخل فى الصبح أو العصر أو غيرهما وخرج الوقت وهو فيها لم تبطل صلاته سواء كان صلى فى الوقت ركعة أو أقل أو أكثر لكن هل تكون أداء أم قضاء فيه خلاف سنوضحه حيث ذكره المصنف إن شاء الله تعالى هذا مذهبنا وبه قال جمهور العلماء. وقال أبو حنيفة تبطل الصبح لأنها عبادة يبطلها الحدث فبطلت بخروج الوقت فيها كطهارة مسح الخف :دليلنا حديث أبى هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال "من أدرک ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرک العصر ومن أدرک ركعة من الصبح قبل أن تطلع الشمس فقد أدرک الصبح "رواه البخارى ومسلم والجواب عن مسألة الخف أن صلاته إنما بطلت هناک لبطلان طهارته وهنا لم تبطل طهارته والله أعلم (المجموع شرح المهذب، ج۳، ص۴۷، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

فصل :ولو طلعت الشمس وهو فى صلاة الصبح، أتمها .وقال أصحاب الرأى :تفسد؛ لأنها صارت فى وقت النهى .ولنا، ما روى أبو هريرة، عن النبى -صلى الله عليه وسلم -أنه قال :إذا أدرک أحدكم سجدة من صلاة العصر، قبل أن تغيب الشمس، فليتم صلاته، وإذا أدرک سجدة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس، فليتم صلاته .متفق عليه .وهذا نص فى المسألة، يقدم على عموم غيره (المغنى لابن قدامة، ج۲، ص ۸۱، فصل طلعت الشمس وهو فى صلاة الصبح)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

أَصْحَابُنَا، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَهُمْ لِصَاحِبِ الْعُذْرِ، مِثْلُ الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ يَنْسَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ، وَيَذْكُرُ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا (سنن ترمذی) [۱]

ترجمہ: اور اس (فجر اور عصر کی نماز کے درمیان غروب یا طلوع ہونے کی صورت میں نماز درست ہوجانے کے) باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے، اور اسی کے مطابق ہمارے (محدثین) اصحاب کا قول ہے، اور امام شافعی اور امام احمد اور امام اسحاق کا بھی قول ہے، اور اس حدیث کے ان حضرات کے نزدیک معنیٰ یہ ہیں کہ کوئی صاحبِ عذر ہو، مثلاً کوئی شخص نماز کے وقت سوتا رہ گیا، یا بھول گیا، پھر وہ بیدار ہوا، اور اسے یاد آیا، سورج کے طلوع ہونے کے وقت اور سورج کے غروب ہونے کے وقت (تو وہ اسی وقت فجر وعصر کی نماز پڑھ لے، خواہ درمیان میں سورج طلوع یا غروب ہوجائے) (ترمذی)

اور امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ مَنْ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَهُوَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، أَنَّ صَلَاتَهٗ لَا تَبْطُلُ، وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَالَ أَصْحَابُ الرَّأْيِ: تَبْطُلُ صَلَاتُهٗ، وَاتَّفَقُوْا عَلٰى أَنَّ الشَّمْسَ لَوْ غَرَبَتْ وَهُوَ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ، أَنَّ صَلَاتَهٗ لَا تَبْطُلُ (شرح السنة للبغوی) [۲]

ترجمہ: اور اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص فجر کی نماز میں ہو، اور اسی درمیان سورج طلوع ہوجائے، تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی، اور اکثر اہلِ علم حضرات کا یہی قول ہے، اور اصحابِ رائے کا کہنا یہ ہے کہ اس کی نماز باطل ہوجائے گی، لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر عصر کی نماز کے دوران سورج غروب ہوجائے، تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی (بغوی)

جمہور فقہائے کرام کے علاوہ حنفیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ عصر کی نماز کے دوران سورج غروب ہوجائے، تو عصر کی نماز درست ہوجاتی ہے، اور فجر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج طلوع ہوجائے، تو فجر کی نماز درست

---

[۱] تحت رقم الحدیث ۱۸۶، باب ما جاء فیمن أدرک رکعة من العصر قبل أن تغرب الشمس.
[۲] ج۲، ص ۲۴۹، و ۲۵۰، باب من ادرک شیئا من الوقت.

Idara Ghufran
Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

نہیں ہوتی، اوراس کودوبارہ پڑھنے کاحکم ہوتا ہے۔ ۱

لیکن بعض فقہائے احناف اور بالخصوص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد، حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق فجر کی نماز پڑھتے ہوئے اگر سورج طلوع ہوجائے، تو فجر کی نماز فاسد نہیں ہوتی، بلکہ ادا ہوجاتی ہے، اور ساری نماز کو قضا کردینے کے مقابلہ میں بہتر ہے کہ نماز کا کچھ حصہ اپنے وقت میں ادا ہوجائے۔ ۲

---

۱ (قوله أو طلعت الشمس في الفجر) يعني طلوعها مفسد، فإذا طلعت بعدما قعد قدر التشهد قبل أن يسلم فسدت عند أبي حنيفة خلافا لهما. ولنستطرد ذكر الخلاف حيث لم يذكر في الكتاب.

فمذهب الشافعي وغيره عدم فساد الصلاة بطلوع الشمس فيها تمسكا بقوله -صلى الله عليه وسلم -من أدرك ركعة من الصبح قبل أن تطلع الشمس فقد أدركها (فتح القدير لابن الهمام، ج ۱، ص ۳۸۶، كتاب الصلاة،باب الحدث في الصلاة)

وإذا أشرقت الشمس وهو في صلاة الفجر بطلت (مراقي الفلاح، ج ۱، ص ۷۶)

الوجه الثالث :فيه دليل صريح في أن من صلى ركعة من العصر ثم خرج الوقت قبل سلامه لا تبطل صلاته وهذا بالإجماع، وأما في الصبح فكذلك عند الشافعي ومالك وأحمد -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ -، وعند أبي حنيفة -رَحِمَهُ اللَّهُ -تبطل صلاة الصبح بطلوع الشمس فيها (البناية شرح الهداية، ج ۲، ص ۲۳، كتاب الصلاة، باب المواقيت)

۲ اوراسی وجہ سے اگر کوئی عامی شخص سورج طلوع ہونے کے وقت فجر کی نماز پڑھنا چاہے، تو اسے منع نہ کرنا مناسب ہے، کہ کہیں بعد میں بالکل بھی نہ پڑھے۔

وعن أبي يوسف أن من صلى ركعة من الفجر ثم طلعت الشمس لم تفسد صلاته، ولكنه يلبث كذلك إلى أن ترتفع الشمس وتبيض ثم تتم الصلاة(المحيط البرهاني، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي تكره فيها الصلاة)

وعن أبي يوسف أن الفجر لا يفسد بطلوع الشمس ولكنه يصبر حتى إذا ارتفعت الشمس أتم صلاته وكأنه استحسن هذا ليكون مؤديا بعض الصلاة في الوقت ولو أفسدناها كان مؤديا جميع الصلاة خارج الوقت وأداء بعض الصلاة في الوقت أولى من أداء الكل خارج الوقت(المبسوط للسرخسي،كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

وعن أبي يوسف رحمه الله أن الفجر لا يفسد بطلوع الشمس ولكنه يصبر حتى إذا ارتفعت الشمس أتم صلاته وكأنه استحسن هذا ليكون مؤديا بعض الصلاة في الوقت ولو أفسدها كان مؤديا جميع الصلاة خارج الوقت وأداء بعض الصلاة في الوقت أولى من أداء الكل خارج الوقت كذا في المبسوط (كشف الاسرار ،باب تقسيم المأمور به في حكم الوقت)

وروى عن أبي يوسف أن الفجر لا تفسد بطلوع الشمس لكنه يصبر حتى ترتفع الشمس فيتم صلاته؛ لأنا لو قلنا كذلك لكان مؤديا بعض الصلاة في الوقت ، ولو أفسدنا لوقع الكل خارج الوقت ، ولا شك أن الأول أولى والله أعلم(بدائع الصنائع ، كتاب الصلاة، فصل شرائط اركان الصلاة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

اوراسی لئے بعض مشائخِ احناف نے صحیح اورصریح احادیث کے پیشِ نظر فرمایا کہ اگرچہ عین سورج طلوع ہونے کے وقت نماز پڑھنا منع ہے،لیکن اگرکسی نے فجر کی نماز اس حالت میں پڑھی کہ نماز پڑھنے کے دوران سورج طلوع ہوگیا،تواس سے فجر کی نماز کا فریضہ درست ہوجائے گا(ملاحظہ ہو: درسِ ترمذی،جلد۱صفحہ ۴۳۹،۴۴۰) لے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾قوله" :بطلت "وعن أبى يوسف لا تبطل ولكن يصبر حتى إذا ارتفعت الشمس أتم حموى عن كشف الأصول ذكره السيد وروى عن أبى يوسف أيضا جواز الفجر إذا لم يكن تأخيره إلى الطلوع قصدا (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ج ۱، ص ۱۸٦)

وفى القنية كسالى العوام إذا صلوا الفجر وقت الطلوع لا ينكر عليهم ؛ لأنهم لو منعوا يتركونها أصلا ظاهرا ولو صلوها تجوز عند أصحاب الحديث والأداء الجائز عند البعض أولى من الترك أصلا (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الاوقات المنهى عن الصلاة فيها)

لے وانت تعلم مافيه من الاختلال وتزويق المقال فان قولهم النهى عن الافعال الشرعية يقتضى صحتها فى انفسها ينادى باعلى نداء على جواز الصلاتين كلتيهما وان اعتراهما حرمة بعارض التشبه بعبدة الشمس فادعاء المعارضة بينهما باطل، وان قطع النظر عن ذلك فلا وجه لعدم الجواز فى الفجر والجواز فى العصر ، فان الوقت شرط لكلتيهما (الكوكب الدرى، على جامع الترمذى للجنجوهى ج ۱ ص ۱۰۳)

فالمعنىٰ ان من لحق بركعة من الفجر قبل طلوع الشمس فقد ادرك الفجر بمعنى ان النائم مثلا والساهى او المقصر اذا شرع فى الصلاة والباقى من الوقت لم يكن الا قدر ركعة لو صلى واتم صلاته جازت صلاته، واما ان صلاته هل هى مكروهة اولا فامر آخر لم يبحث عنه ههنا وحاصله ان هذه الرواية تبنى عن فراغ الذمة لمن صلى فى شيئ من هذين الوقتين وان لم يخل فعله ذلك من كراهة ولايعارضه حديث النهى عن الصلاة فى الوقتين لان النهى عن الافعال الشرعية لما كان هو المبنى عن صحتها كان مؤدى الروايتين هو الجواز غير ان الرواية الاولىٰ لم تتعرض عن القبح المجاور بخلاف الثانية فانها اظهرت صفة الصلاة فى هذين الوقتين او يقال من ههنا ليست للجنس بل هى ههنا للنوع يعنى اذا ادرك الصبى اواسلم الكافر او طهرت الحائض والنفساء والوقت من الفجر والعصر باق مقدار التحريمة اى التمكن فيه من التحريمة بعد الطهارة فقد ادرك هؤلاء الجماعة الفجر والعصر فوجبت عليهم هذا ولعل الله يحدث بعد ذلك امرا(الكوكب الدرى، على جامع الترمذى للجنجوهى ج ۱ ص ۱۰۵)

قال العبد الضعيف عفا الله عنه: والذى يترجح بحسب الادلة من مجموع الروايات فى المسألة، مع مرعاة اصول الحنفيةهو: جواز الاتمام لمن صلى ركعة من الفجر، او العصر، قبل الطلوع اوالغروب، فان الامر بالامساك عن الصلاة وقطعها فى الفجر انما هو لنهى الصلاة فى الاوقات الثلاث؛ ، ويعارض هذا النهى النهى عن ابطال العمل، وقد صرح فى الدرالمختار وغيره : انه يلزم نفل شرع فيه قصدا، ولو عند غروب وطلوع واستواء على الظاهر، اى ظاهر الرواية عن الامام، لقوله تعالىٰ: لاتبطلوا اعمالكم، ونقل ابن عابدين عن صاحب البحر ان قطع الصلاة بغير عذر حرام ، فالنهيان : اى النهى عن الصلاة فى الاوقات الثلاثة ، والنهى عن ابطال العمل قد تعارضا، فيبقى حديث الباب ، اى حديث الادراك والاتمام سالما من المعارض،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

اور کئی صحیح احادیث کے زیادہ موافق اور فجر اور عصر کی نماز کی اہمیت وتاکید کے پیشِ نظر ہمارے نزدیک بھی یہی موقف راجح ہے کہ سورج کے غروب وطلوع ہونے کے وقت نماز پڑھنا اور عصر وفجر کی نماز میں اتنی تاخیر کرنا گناہ ہے کہ نماز کے دوران سورج غروب یا طلوع ہوجائے، لیکن اگر کسی عذر مثلاً سوتے رہ جانے یا بھول جانے وغیرہ کی وجہ سے تاخیر ہوگئی اور پھر کسی نے عصر کی نماز پڑھنا شروع کی، اور درمیان میں سورج غروب ہوگیا، یا فجر کی نماز پڑھنا شروع کی، اور درمیان میں سورج طلوع ہوگیا، تو اس کی عصر وفجر کی نماز درست قرار دے دی جائے گی، اور اس کو یہ نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فیحکم به، وبطریق آخر: ان ابطال العمل بغیر عذر ممنوع، والعذر فی هذه المسألة عند من قال بقطع الصلاة عندالطلوع انما هو کراهة الوقت، لکن دل احادیث الباب بسائر طرقها ان الشارع لم یعتبر هذا العذر فی حق مدرک الرکعة قبل الطلوع، کما دل القیاس عند الحنفیة علی عدم اعتباره فی حق مدرک الرکعة قبل الغروب، بل فی حق من شرع العصر فی وقت صحیح، ثم مدها الی الغروب ایضا، فبقی العمل علی النهی عن ابطال العمل، فیؤمر باتمام الصلاة فی الفجر والعصر کلیهما، والله اعلم (فتح الملهم ، المجلدالرابع ص۲۸۷، باب من ادرک رکعة من الصلاة فقد ادرک)

وجملة الکلام أن الحدیث لا یفرق بین الفجر والعصر، وظاهره موافق لما ذهب إلیه الجمهور، وتفریق الحنفیة باشتمال العصر علی الوقت الناقص دون الفجر عمل بإحدی القطعتین وترک للأخری بنحو من القیاس، وذا لا یرد علی الطحاوی، فإنه ذهب إلی النسخ بالکلیة من الأحادیث التی وردت فی النهی عن الصلاة عند طلوع الشمس وعند غروبها، إلا أن المعروف من مذهب الحنفیة خلافه، فإنهم قائلون فی العصر بصحتها (فیض الباری شرح البخاری، ج۲ باب من أدرک رکعة من العصر قبل الغروب)

[1] مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل جو طلوع یا غروب کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت پر زور دیا جاتا ہے، مساجد میں طلوع کے وقت اعلانات کئے جاتے ہیں، اور مساجد میں طلوع کے وقت مخصوص بلب چلا کر لوگوں کو نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے، اور مزید براں احتیاط کی خاطر طلوع وغروب سے کئی کئی منٹ پہلے یہ عمل کیا جاتا ہے، اس طرح کا طرزِ عمل غلو پر مبنی ہے، کیونکہ اولاً تو بہت سے لوگ اور گھروں میں خواتین ایسے ہوتے ہیں، جن کی اسی وقت آنکھ کھلتی ہے، اور ایسے لوگوں کو فجر یا عصر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج طلوع یا غروب ہوجائے، تو احادیث کی رو سے ان کی نماز درست ہوجاتی ہے، اور ساری نماز کو قضا کردینے سے بہتر یہ ہے کہ کچھ حصہ وقت میں اداء ہوجائے۔

دوسرے بہت سے عوام ایسے بھی ہوتے ہیں، کہ اگر ان کو اس وقت نماز پڑھنے سے روک دیا جائے، تو پھر وہ دوسرے اوقات میں بھی نماز نہیں پڑھتے، جن کو نماز سے منع نہ کرنے کا حکم بعض مشائخ حنفیہ نے بھی بیان کیا ہے۔

تیسرے احتیاط کو ملحوظ رکھ کر طلوع یا غروب سے جتنی دیر پہلے طلوع یا غروب کا حکم لگا دیا جاتا ہے، اتنی دیر میں تو طلوع یا غروب سے پہلے وقت کے اندر ادا نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے، مثلاً پانچ منٹ یا اس سے کچھ کم وبیش وقت پہلے سورج طلوع ہونے کا حکم لگا دینے سے، جو لوگ نماز ادا پڑھ سکتے ہیں، وہ بھی رُک جاتے ہیں، اور اس طرح ان کی نماز قضاء ہوجاتی ہے۔

جن اوقاتِ نماز کے نقشوں میں اس طرح کی احتیاط شامل کی گئی ہے، ان سے بھی اس طرح کی خرابی لازم آتی ہے، حالانکہ سورج طلوع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج کا کنارہ اُفق پر ظاہر ہوچکا ہے، اور سورج غروب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج کا اوپر والا کنارہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

فقط، وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ

محمد رضوان۔مورخہ۱۵/ذوالقعدہ/۱۴۳۴ھ۔22/ستمبر/2013ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ غائب ہو چکا ہے، اور جب تک سورج کا کچھ حصہ اُفق پر موجود ہے، اس کو غروب کا اور جب تک سورج کا اوپر والا کنارہ اُفق پر ظاہر نہیں ہوا، اس کو طلوع کا نام دینا ہی غلط ہے۔ اس پر اہلِ علم حضرات کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد رضوان

ولا ننهى كسالى العوام عن صلاة الفجر "وقت الطلوع لأنهم قد يتركونها بالمرة والصحة على قول مجتهد أولى من الترك (مراقى الفلاح، جزء ۱ صفحه۷۶)

(عند الطلوع) أى ظهور شىء من جرم الشمس من الأفق (مجمع الانهر، ج ۱، ص ۷۳، كتاب الصلاة، الأوقات المنهى عن الصلاة فيها)

الغروب "هو أول زمان بعد غيبوبة تمام جرم الشمس (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ج ۱، ص ۶۳۱، كتاب الصوم)

قوله إذا وجبت أى غابت وأصل الوجوب السقوط والمراد سقوط قرص الشمس (فتح البارى لابن حجر، ج۲، ص ۴۲، قوله باب وقت المغرب)

والمعنى :إذا سقط قرص الشمس وذهب فى الأرض وغاب عن أعين الناس (فتح البارى لابن رجب، ج۴، ص ۳۵۱، كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

* 1 دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سونے کے آداب (دسویں وآخری قسط)

بچوں کو ایک ساتھ لٹانا

اسلام کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ جب بچے سمجھدار ہوجائیں، تو انہیں ایک دوسرے کے ساتھ نہ لٹایا جائے، کیونکہ اس میں کئی فتنے لازم آتے ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مُرُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالصَّلَاةِ،إِذَا بَلَغُوْا سَبْعًا وَّاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا، إِذَا بَلَغُوْا عَشْرًا، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (مسند احمد، رقم الحديث ٦٦٨٩) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بچوں کو نماز کا حکم کرو، جب وہ سات سال کے ہوجائیں، اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں، تو نماز کے لئے ان کو مارو، اوران کے بستر ایک دوسرے سے الگ کردو (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ دس سال کی عمر ہوجانے پر بچوں کے بستر ایک دوسرے سے الگ کردینا چاہئے۔ [2]

---

[1] فی حاشية مسند احمد:إسناده حسن.

[2] مضاجعة الصبيان الصبيان:ذهب جمهور الفقهاء إلى أنه يجب التفريق بين الصبيان فی المضاجع وهم أبناء عشر، واستدلوا بقوله عليه الصلاة والسلام :وفرقوا بينهم فی المضاجع وهم أبناء عشر ، وقيل: لسبع، وقيل :ليست، سواء كان بين أخوين أو أختين، أو أخ وأخت، أو بينه، وبين أمه وأبيه .

وذهب المالكية فی الراجح عندهم إلى أن التفرقة بين الصبيان مندوبة عند العشر، والأقوى عندهم فی معنى التفرقة :أنه لا بد أن يكون لكل واحد ثوب، بل فراش مستقل غطاء ووطاء.

وفی قول آخر :تحصل التفرقة ولو بثوب حائل بينهما.

وأما إن لم يبلغوا العشر فلا حرج، لأن طلب الولی بالتفرقة بين الأولاد فی المضاجع بعد بلوغ العشر على المعتمد (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٨،ص ٣٤،ماده،مضاجعة)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

اوراس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کئی فقہائے کرام نے فرمایا کہ دس سال کی عمر ہونے پر بچے کا بستراس کے والداوروالدہ سے بھی الگ کردینا چاہئے۔

البتہ لڑکے کواس کے والد کے ساتھ اورلڑکی کواس کی والدہ کے ساتھ سونے کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے۔ ۱

طبی اعتبار سے بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل کرسونا صحت کے لئے فائدہ مندنہیں،اس لئے ایک دوسرے سے دُورہوکرسونا چاہئے،تاکہ ایک دوسرے کے سانس کے مضراثرات سے محفوظ رہے،قریب قریب مل کراوردوسرے کے منہ کے ساتھ منہ ملاکرسونا مضر ہے۔

---

۱ مضاجعة الصبيان الكبار:نص الحنفية على أنه يفرق بين الصبيان وبين الرجال والنساء فى المضاجع، لأن ذلک يدعو إلى الفتنة ولو بعد حين.

وذكر ابن عابدين نقلا عن البزازية :إذا بلغ الصبى عشرا لا ينام مع أمه وأخته، وامرأة إلا امرأته، وهذا خوفا من الوقوع فى المحذور، فإن الولد إذا بلغ عشرا عقل الجماع، ولا ديانة له ترده، فربما وقع على أخته أو أمه، فإن النوم وقت راحة، مهيج للشهوة، وترتفع فيه الثياب عن العورة من الفريقين، فيؤدى إلى المحذور، وإلى المضاجعة المحرمة.

وكذلک لا يترک الصبى ينام مع والديه فى فراشهما، لأنه ربما يطلع على ما يقع بينهما،بخلاف ما إذا كان نائما وحده، أو مع أبيه وحده، أو البنت مع أمها وحدها.

ولا يترک أيضا أن ينام مع رجل أو امرأة أجنبيين خوفا من الفتنة، ولا سيما إذا كان صبيحا، فإنه وإن لم يحصل فى تلک النومة شىء ، فيتعلق به قلب الرجل أو المرأة، فتحصل الفتنة بعد حين، ومن لم يحتط فى الأمور يقع فى المحذور.وقال المالكية :إن تلاصق بالغ وغير بالغ بغير حائل فحرام فى حق البالغ، مكروه فى حق غيره، والكراهة متعلقة بوليه، وأما بحائل فمكروه فى حق البالغ إلا لقصد لذة فحرام.

وأما رجل وأنثى فلا شک فى حرمة تلاصقهما تحت لحاف واحد ولو بغير عورة، ولو من فوق حائل، لأن الرجل لا يحل له الاختلاط بالأنثى، فضلا عن تلاصقهما(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج،۳۸،ص ۳۴،ماده،مضاجعة)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾ ابوجویریہ

J $ P

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۳۹)

حضرت یوسف کا اپنے کو ظاہر فرمانا

اپنے بھائیوں اور گھر والوں کی یہ داستان سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں پر اپنے آپ کو ظاہر فرمادیا، اوران سے پرانے گزرے ہوئے واقعہ کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ کیا تم لوگوں کو وہ سلوک یاد ہے، جو تم نے یوسف سے کیا تھا، اور پھر اس کے بعد یوسف کے چھوٹے بھائی بنیامین سے بھی روا رکھا، جبکہ تم لاعلم ولاشعور تھے (کہ انجام کے اعتبار سے یہ طرزِ عمل کتنا نامناسب ہے، اس کا تمہیں احساس نہیں تھا)

حضرت یوسف علیہ السلام کے اس سوال پر برادرانِ یوسف ایک دم چونک اٹھے کہ شاہِ مصر کو ان باتوں کی کیسے خبر ہوگئی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ شاہِ مصر یوسف ہی ہو؟ پھر اپنی اس حیرت واستعجاب کو دور کرنے کے لیے انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا آپ یوسف ہی تو نہیں؟ ان کے اس جواب کے انداز سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اس سے پہلے کی ملاقاتوں میں بھی یہ بات ان کو کھٹکتی تھی کہ کہیں یہ یوسف ہی تو نہیں، نیز بچپن میں یوسف نے جو خواب دیکھا تھا، اس کی طرف بھی بھائیوں کا ذہن گیا کہ اس کی تعبیر بھی اس قسم کی بنتی تھی کہ یوسف کو دین ودنیا میں خوب عروج اور عظمت وبڑائی اور پیشوائی حاصل ہوگی، اور زمانہ ان کی چاکری کرے گا، اور چہرے مہرے اور انداز واطوار سے ایسا ہونا ایک طبعی امر تھا، لیکن کنعان کے جس کنویں میں انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بچپن میں ڈالا تھا، اس میں اور اس تخت سلطنت میں جس پر حضرت یوسف اب فروکش تھے، اور درمیان میں جتنا زمانہ حائل تھا، اس کے پیشِ نظر یہ بہت بعید تھا کہ وہ شاہِ مصر کے متعلق یہ باور کرسکتے کہ یہی ہمارا بھائی یوسف ہے، اسی تذبذب اور گومگو کی کیفیت میں تھے کہ حضرت یوسف کے درج بالا سوال نے ان کو چکرا کر رکھ دیا، اس لئے حضرت یوسف کے سوال کا جواب دینے کے بجائے انہوں نے حضرت یوسف کے سوال پر حیرت اور استعجاب میں ڈوبا ہوا سوال کردیا کہ کیا آپ یوسف ہیں؟ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ ہاں میں یوسف ہی ہوں اور جسے میں نے پچھلی مرتبہ روک لیا تھا وہ میرا چھوٹا بھائی بنیامین ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم پر

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

رحمت فرمائی اور ہم دونوں بھائیوں کو طویل جدائی کے بعد ملا دیا اور ذلت کو عزت سے، تکلیف کو راحت سے، اور تنگی کو آرام وسکون سے بدل دیا، جس بھائی کو تم نے کنویں میں ڈال دیا تھا، اپنے تئیں تحت الثریٰ میں اتارا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے تاجِ شاہی سے سرفراز کیا، اور تختِ مصر پر لا بٹھایا، اور اللہ صبر کرنے والوں اور اس سے ڈرنے والوں کو ایسے ہی اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے برادرانِ یوسف اور حضرت یوسف علیہ السلام کے اس مکالمہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ. قَالُوْٓا ءَ اِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ. قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا. اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (سورة يوسف، رقم الآية ۸۹،۹۰)

یعنی ”(یوسف نے) فرمایا وہ بھی تم کو یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ (برتاؤ) کیا تھا جب کہ تم پر جہالت ونا سمجھی طاری تھی (برادرانِ یوسف نے) کہا کیا آپ ہی یوسف ہیں؟ فرمایا کہ میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، اللہ نے ہم پر احسان کیا، بے شک جو ڈرتا ہے (گناہوں سے بچتا ہے، تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کرتا ہے) اور صبر کرتا ہے تو اللہ بھی نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا“

یہاں پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے پچھلے واقعات کو اس پیرایہ میں پوچھا کہ جس سے انھیں مزید ندامت نہ ہو یعنی جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ ناسمجھی یا بے وقوفی کی بناپر کرتے رہے ہو۔

بھائی کا ذکر حضرت یوسف نے شاید اسی لئے بڑھایا ہو کہ ان کو اچھی طرح یقین ہو جائے (ان کے یوسف ہونے کا) نیز تاکہ بھائیوں کو اچھی طرح اطمینان اور تسلی ہو جائے کہ والد نے انہیں یوسف اور بھائی بنیامین دونوں کی تلاش میں بھیجا تھا، تو یہاں ایک کے بجائے دونوں اکٹھے مل گئے، مقصد میں پوری طرح کامیابی حاصل ہوگئی، اور آخر میں ساتھ یہ بھی بھائیوں کو بتلا دیا بلکہ جتلا دیا کہ تقویٰ وپرہیزگاری پر صبر واستقلال اور استقامت اختیار کرنے، حالات سے گھبرا کر جائز وناجائز اور حلال وحرام کی حدبندیوں کو پامال کرنے سے بچنے کا پھل کتنا میٹھا ہے، اور اللہ کے ہاں اس کا کیسے نقد دنیا میں بھی بدل وعوض مل کر رہتا ہے، کہ ان دونوں صفات کی بدولت ہماری تکلیف ومصیبت کو راحت سے، جدائی کو ملاپ سے، مال ومنصب کی قلت کو کثرت سے اللہ تعالیٰ نے بدل دیا۔ (جاری ہے.........)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

طب وصحت مفتی محمد رضوان

حجامہ یا سینگی لگوانا(قسط۴)

(Cupping Therapy)

نبی ﷺ کا جسم کے مختلف اعضاء میں حجامہ کرانا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جسم کے مختلف اعضاء میں حجامہ کرانے کا احادیث میں ذکر پایا جاتا ہے، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

نبی ﷺ کا سر میں حجامہ کرانا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِحْتَجَمَ فِيْ رَأْسِهِ (بخاری، رقم الحديث ۵۶۹۹)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سَر میں حجامہ کرایا (بخاری)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِيْ رَأْسِهِ، مِنْ شَقِيْقَةٍ كَانَتْ بِهِ (بخاری، رقم الحديث ۵۷۰۱)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں اپنے سَر میں سخت درد کی وجہ سے حجامہ کرایا (بخاری)

اس طرح کی احادیث کو اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

---

[1] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ " :احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي رَأْسِهِ مِنْ صُدَاعٍ كَانَ بِهِ، أَوْ شَيْءٍ كَانَ بِهِ، بِمَاءٍ يُقَالُ لَهُ :لَحْيُ جَمَلٍ(مسند أحمد، رقم الحديث ۲۳۵۵)

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط البخاری.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فِي رَأْسِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ صُدَاعٍ كَانَ يَجِدُهُ(السنن الكبرى ،للنسائی، رقم الحديث ۷۵۵۵)

ثنا الْمُعْتَمِرُ قَالَ :سَمِعْتُ حُمَيْدًا قَالَ :سُئِلَ أَنَسٌ عَنِ الصَّائِمِ يَحْتَجِمُ، فَقَالَ :مَا كُنَّا نَرَى إِنَّ ذَلِكَ يُكْرَهُ إِلَّا لِجَهْدِهِ، وَلَمْ يُسْنِدْهُ، وَقَالَ :قَدِ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ وَمِنْ وَجَعٍ وَجَدَهُ فِي رَأْسِهِ(صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث ۲۶۵۸)

قال البوصيری: هَذَا إِسْنَادٌ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ(إتحاف الخيرة المهرة ،للبوصيری، تحت رقم الحديث ۵۳۲۶)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

اور حضرت عبداللہ بن مالک ابنِ بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِحْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِيْ وَسَطِ رَأْسِهٖ

(بخاری، رقم الحدیث ۱۸۳۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کے درمیان میں لحی جمل نامی مقام میں حجامہ کرایا، جبکہ آپ احرام کی حالت میں تھے (بخاری)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِمُ هٰذَا الْحَجْمَ فِيْ مُقَدَّمِ رَأْسِهٖ، وَيُسَمِّيْهِ أُمَّ مُغِيْثٍ (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۷۸۱۷) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حجامہ اپنے سر کے اگلے حصہ میں کراتے تھے، اور اس کا نام اُمِ مغیث (یعنی درد سے نجات دِلانے والی چیز کی ماں) رکھتے تھے (طبرانی)

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر کے درد کی شکایت کرتا تھا، تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجامہ کا حکم فرماتے تھے۔

مگر اس حدیث کی سند پر بعض حضرات نے کلام کیا ہے، جبکہ بعض نے اس حدیث کو معتبر قرار دیا ہے۔ [2]

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سر میں، اور سر کے درمیان میں دردِ سَر کی وجہ سے حجامہ کرانا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سَر کے تالو میں حجامہ کرانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۳۳۷، باب موضع الحجامة)

[2] عَنْ أَيُّوبَ بْنِ حَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ جَدَّتِهِ، سَلْمَى خَادِمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: مَا سَمِعْتُ أَحَدًا قَطُّ يَشْكُو إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَعًا فِي رَأْسِهِ إِلَّا قَالَ " :احْتَجِمْ "وَلَا وَجَعًا فِي رِجْلَيْهِ إِلَّا قَالَ " :اخْضِبْهُمَا بِالْحِنَّاءِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۶۱۷، ابوداؤد، رقم الحديث ۳۸۵۸)

في حاشية مسند احمد: إسناده ضعيف لاضطراب.

وقال الالباني: جملة القول أن الحديث حسن (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۰۵۹)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

أَنَّ أَبَا هِنْدٍ حَجَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَافُوخِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَنْكِحُوا أَبَا هِنْدٍ، وَانْكِحُوا إِلَيْهِ فَقَالَ : إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوَوْنَ بِهِ خَيْرٌ فَالْحِجَامَةُ (صحيح ابن حبان،رقم الحديث ۶۰۸، ابو داؤد، رقم الحديث ۲۱۰۲،باسناد حسن)

ترجمہ: ابو ہند نامی شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تالو میں حجامہ کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انصار کے لوگو! تم ابو ہند سے نکاح کرنے اور کرانے کا سلسلہ قائم کرو (یعنی اس سے نکاح کرنے کرانے کو اس کے حجامہ کا پیشہ اختیار کرنے کی وجہ سے معیوب نہ سمجھو) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن چیزوں سے تم دوا وعلاج کرتے ہو، ان میں سے کسی چیز میں خیر ہے، تو وہ حجامہ ہے (ابنِ حبان)

تالو سر کے درمیان میں وہ حصہ ہوتا ہے، جو منہ کی حرکت کے ساتھ حرکت کرتا ہے۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے تالو والے حصہ میں بھی حجامہ کرایا ہے۔

گردن کے دونوں طرف اور کندھوں کے مابین حجامہ کرانا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِحْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَخْدَعَيْنِ، وَبَيْنَ الْكَتِفَيْنِ (مسند احمد،رقم الحديث ۲۰۹۱،باسناد حسن لغيره)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کے دونوں طرف اور کندھوں کے درمیان حجامہ کرایا (مسند احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ عَلَى الْأَخْدَعَيْنِ وَعَلَى الْكَاهِلِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۱۹۱، ابن حبان، رقم الحديث ۶۰۷۷،باسناد صحيح)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کے دونوں طرف اور پُشت کے بالائی حصہ (یعنی

---

[1] وقال الطيبي :اليافوخ وسط الرأس وموضع ما يتحرك من رأس الطفل، والمعنى كان أحد طرفي ذلك الخط عند اليافوخ(مرقاة المفاتيح،باب الترجل)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

کندھوں کے درمیان) میں حجامہ کرایا(مسند احمد، ابنِ حبان)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كَانَ يَحْتَجِمُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اِثْنَيْنِ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَوَاحِدًا فِي الْكَاهِلِ (السنن الكبرى،للبيهقي، رقم الحديث ١٩٥٣٣، جزء فيه أحاديث الحسن بن موسى الأشيب،، رقم الحديث ١٩ ،باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین جگہ حجامہ کراتے تھے، دو تو گردن کے دونوں طرف اور ایک پُشت کے بالائی حصہ (یعنی کندھوں کے درمیان) میں (بیہقی، بغدادی)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کے دونوں طرف یعنی کانوں کی پُشت کے قریب اور کندھوں کے درمیان میں یعنی کمر یا پُشت کے بالائی حصہ میں حجامہ کرایا ہے۔ [1]

حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلٰى هَامَتِهٖ، وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: مَنْ أَهْرَاقَ مِنْ هٰذِهِ الدِّمَاءِ، فَلَا يَضُرُّهٗ أَنْ لَا يَتَدَاوٰى بِشَيْءٍ لِشَيْءٍ (سنن أبي داود، رقم الحديث ٣٨٥٩)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سَر اور دونوں کندھوں کے درمیان میں حجامہ کراتے تھے، اور آپ فرماتے تھے کہ جس نے ان خونوں کو نکلوایا تو اسے کسی بیماری کے لیے دوا نہ کرنا نقصان نہیں پہنچائے گا(ابوداؤد)

اس طرح کا مضمون حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] (وعن أنس -رضى الله عنه -قال :كان رسول الله ﷺ يحتجم فى الأخذعين) وهما عرقان فى جانبى العنق على ما فى النهاية .وقال شارح :عرقان فى موضع الحجامة من العنق وفى القاموس :الأخدع عرق فى المحجمتين وهو شعبة من الوريد (والكاهل) : ما بين الكتفين كذا فى النهاية وغيره وهو بكسر الهاء ، ففى القاموس الكاهل :كصاحب، الحارک وهو بالفارسية :يال، وبالعربية :الغارب على ما ذكره فى محله، أو مقدم أعلى الظهر مما يلى العنق، وهو الثلث الأعلى وهو ست فقر وما بين الكتفين، أو موصل العنق من الصلب .(رواه أبو داود وزاد الترمذى، وابن ماجه) : وكذا الحاكم عن أنس والطبرانى، والحاكم أيضا عن ابن عباس .(وتسع عشرة وإحدى وعشرين) (مرقاة، ج٧، ص٢٨٧٦، كتاب الطب والرقى)

[2] أَبَا هَزَّانَ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، أَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ فِي هَامَتِهِ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

مطلب یہ ہے کہ جس نے ان اعضاء یعنی سَر اور کندھوں کے مابین حجامہ کرایا، تو اسے ان اعضاء میں دموی یعنی خون کی وجہ سے پیداشُدہ بیماری کے لئے کسی اور دواء کی ضرورت نہ ہوگی، اور یہ بھی احتمال ہے کہ جس نے کسی بھی عضو میں پیداشُدہ تکلیف کا حجامہ کرایا، تو اسے اس عضو میں خون کی وجہ سے پیداشُدہ بیماری کے لئے کسی اور دواء کی ضرورت نہ ہوگی۔ ۱

پھر یہ بھی احتمال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سَر اور کندھوں کے مابین ایک وقت میں حجامہ کراتے ہوں، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایک وقت میں سَر میں اور دوسرے وقت میں کندھوں کے درمیان حجامہ کراتے ہوں۔ ۲

نبی ﷺ کا کمر پر حجامہ کرانا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، مِنْ وَثْءٍ كَانَ بِوَرِكِهِ -أَوْ ظَهْرِهِ (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۴۲۸۰،باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں حجامہ کرایا اپنے سُرین یا پشت میں درد ہونے کی وجہ سے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کمر یا سُرین پر درد ہونے کی وجہ سے حجامہ کرایا ہے۔

نبی ﷺ کا سُرین پر حجامہ کرانا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

,فَقَالُوا :أَيُّهَا الْأَمِيرُ إِنَّكَ تَحْتَجِمُ هَذِهِ الْحِجَامَةَ؟ فَقَالَ :إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِمُهَا فِي هَامَتِهِ وَيَقُولُ :مَنْ أَهْرَاقَ مِنْ هَذِهِ الدِّمَاءِ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ لَا يَتَدَاوَى بِشَيْءٍ (مسند الشاميين، رقم الحديث ۲۱۱، معرفة الصحابة،لابى نعيم الأصبهانى، رقم الحديث ۴۶۵۰)

قال الهيثمي: رواه الطبراني، وعبد الرحمن بن خالد لا أعلم له صحبة، وأبو هزان لم أعرفه، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۳۴۰، باب موضع الحجامة)

۱ قوله :(على هامته) بتخفيف الميم الرأس (هذه الدماء) الظاهر دماء هذه الأعضاء المذكورة ويحتمل أن المراد جنس الدماء من أى عضو كان لشىء من الأمراض الدموية (حاشية السندى على سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب موضع الحجامة)

۲ (كان يحتجم على هامته) : أى :رأسه، وقيل وسط رأسه أى :للسم كما سيأتى، ورفعه معمر بغير سم وقد أضره (وبين كتفيه) يحتمل أن يكون فعل هذا مرة وذاك مرة، ويحتمل أن يكون جمعهما (مرقاة، كتاب الطب والرقى، الفصل الثانى)

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ عَلٰی وَرْکِہٖ، مِنْ وَثْءٍ کَانَ بِہٖ

(سنن أبی داود، رقم الحدیث ۳۸۶۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سُرین پر اس میں درد ہونے کی وجہ سے حجامہ کرایا(ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سُرین پر درد کی وجہ سے حجامہ کرایا ہے۔

نبی ﷺ کا پیر کی پشت پر حجامہ کرانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ وَھُوَ مُحْرِمٌ عَلٰی ظَھْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَجَعٍ کَانَ بِہٖ (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۱۸۳۷، صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۳۹۵۲، مسند أحمد، رقم الحدیث ۱۲۶۸۲، سنن نسائی، رقم الحدیث ۲۸۴۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کی پشت پر اس میں درد ہونے کی وجہ سے حجامہ کرایا، اور آپ اس وقت احرام کی حالت میں تھے(ابوداؤد، ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر میں درد ہونے کی وجہ سے اس کی پُشت پر حجامہ کرایا ہے۔

خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر سَر، گردن، مونڈھوں کے درمیان، کمر، سُرین اور پیروں کی پُشت پر درد وغیرہ کی وجہ سے حجامہ کرایا ہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔ (جاری ہے......)

[1] فی حاشیۃ ابنِ حبان ومسند احمد: إسنادہ صحیح علی شرط الشیخین.

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

اخبار ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

H

r ......۱۵، ۲۲، ۲۹/ شوال، ۶/۱۳/ ذی قعدہ جمعہ کے وعظ و مسائل کے سلسلے ہوئے۔

r ......۱۷، ۲۴/ شوال، یکم، ۸، ۱۵/ ذی قعدہ حضرت مدیر صاحب کی اتوار کی ہفتہ وار مجلس حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی

r ......۱۷/ شوال، یکم، ۸/ ذیقعدہ کو بعد عصر کی اصلاحی مجلس برائے طلبہ کرام منعقد ہوتی رہی (۲۴ شوال اور ۱۵ ذیقعدہ کو یہ مجلس منعقد نہیں ہوسکی)

r ......۱۶/ شوال ہفتہ، ناظرہ سے فراغت پانے والے بچوں کے لئے تعلیماتِ دین، یکسالہ کورس (بنین وبنات) کی دونئی جماعتوں کا امسال اجراء ہوا، اوراس کے لئے داخلے شروع ہوئے، ہفتہ بھر داخلے رہے، ہفتہ ۲۳ شوال سے ان جماعتوں میں داخلے اور انتظامی ترتیب مکمل ہوکر تعلیم کا آغاز ہوا۔

r ......۳/ شوال بدھ حضرت مدیر صاحب نے اپنے عزیز جناب عبدالقیوم صاحب کا نمازِ جنازہ عیدگاہ میں پڑھایا، موصوف کافی عرصہ سے بیمار تھے، ہسپتال میں داخل وزیرِ علاج تھے، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔

r ......۱۵ شوال جمعہ حضرت مدیر صاحب، جناب نوید عباسی صاحب (ٹینچ بھاٹہ) کے ہاں عشائیہ پر مدعو تھے۔

r ......۱۷/ شوال اتوار اور پھر ۲۰ شوال بدھ کو کرنل عاطف صاحب (ماہر حجامہ) شام کو ادارہ میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سمیت، بہت سے کارکنانِ ادارہ (۱۱۰ افراد) نے حجامہ کرایا۔

r ......۲۳/ شوال بمطابق ۳۱/ اگست بروز ہفتہ تعمیرِ پاکستان سکول میں یومِ استقلال (۱۴/ اگست) اور عید ملن پارٹی کے حوالے سے تقریب منعقد ہوئی، جس میں منتظمین، معلمات اور طلبہ وطالبات نے بھرپور حصہ لیا، طلبہ و طالبات نے، تلاوت، حمد، نعت، نظمیں، ملی ترانے، وغیرہ پیش کیے، یوم استقلال کے حوالے سے بیانات ہوئے۔

r ......۲۲/ شوال جمعہ، مفتی محمد یونس صاحب اپنے علاقے (پنڈی گھیپ) تشریف لے گئے، آپ کے بھانجے، محمد حمزہ (عمر تقریباً ۱۴ سال) حادثاتی طور پر شام کو اچانک فوت ہوئے، اگلے دن جنازہ ہوا۔

r ......۸/ ذوالقعدہ، اتوار حضرت مدیر صاحب کے پھوپھی زاد بھائی، جناب وسیع اللہ خان صاحب کا طویل علالت کے بعد ملتان میں انتقال ہوا، اللہ تعالیٰ موصوف کی مغفرت فرمائے، ارن کی طویل بیماری اور تکالیف کو کفارہ سیئات بنائے۔ آمین۔

r ......۱۱/ ذوالقعدہ، بروز بدھ، ادارہ غفران میں، ادارہ کی طرف سے راولپنڈی، اسلام آباد کے چند مفتیانِ کرام کے لئے ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

? 21/اگست/2013ء، بمطابق ۱۳/شوال المکرّم/1434ھ: پاکستان: فیول ایڈجسمنٹ کی مد میں بجلی 30 پیسے
فی یونٹ سستی ? 22/اگست: پاکستان: کنٹرول لائن پر بھارتی فائرنگ سے پاک فوج کا کیپٹن شہید، پاکستان کا
شدید احتجاج، ڈپٹی ہائی کمشنر کی طلبی ? 23/اگست: پاکستان: ضمنی الیکشن میں کئی اپ سیٹ، ن لیگ کی برتری
برقرار، عمران خان پشاور اور میانوالی کی نشستیں گنوا بیٹھے ? 24/اگست: پاکستان: بھکر میں دو مذہبی گروپوں میں
تصادم، 11 جاں بحق، رینجرز طلب ? 25/اگست: پاکستان: پانی میں سنکھیا کی مقدار جاننے کے لئے آلہ ایجاد
کرلیا گیا ? 26/اگست: پاکستان: کراچی اہل سنت والجماعت کے ترجمان مولانا اکبر فاروقی قتل ?
27/اگست: پاکستان: بھارتی گولہ باری جاری، مزید 6 زخمی، نکیال سے شہریوں کی نقل مکانی ? 28/اگست:
پاکستان: وزارتِ خارجہ کی سمری پر وزیراعظم نے 468 قیدیوں کی سزائے موت روک دی ? 29/اگست:
پاکستان: وفاقی کابینہ، کونسل آف یورپ کنونشن پر دستخط کی منظوری، عافیہ صدیقی کی واپسی کے وعدے کی تکمیل کا
وقت آ گیا، نواز شریف ? 30/اگست: پاکستان: امریکی جاسوس شکیل آفریدی کی سزا کالعدم، مقدمے کی
ازسرِنو سماعت کی جائے، کمشنر ایف سی آر ? 31/اگست: پاکستان: وزیراعظم کا سول سیکورٹی اداروں کی
کارکردگی پر عدم اطمینان، بھرتیوں پر پابندی ختم ? یکم/ستمبر: پاکستان: وزارتِ پٹرولیم نے قیمتیں برقرار رکھنے کی
سفارش مسترد کردی، پٹرول 4.64، ڈیزل 2.50، مٹی کا تیل 4.71 روپے فی لٹر مہنگا ? 02/ستمبر: پاکستان:
سعودی عرب نے شام پر امریکی حملے کی مشروط حمایت کردی ? 03/ستمبر: پاکستان: لال مسجد آپریشن، مشرف
کے خلاف عبدالرشید غازی اور ان کی والدہ کے قتل کا مقدمہ درج ? 04/ستمبر: پاکستان: پیپلز پارٹی، تحریک
انصاف، جماعت اسلامی، ق لیگ کا پنجاب میں بلدیاتی الیکشن مل کر لڑنے کا اعلان ? 05/ستمبر: پاکستان:
کراچی میں 48 گھنٹے کے اندر ٹارگٹڈ آپریشن، رینجرز کو فری ہینڈ دے دیا گیا ? 06/ستمبر: پاکستان: حکومت
وکسان اتحاد میں مذاکرات کامیاب، زرعی شعبے کے لئے بجلی کی قیمت ساڑھے 10 روپے فی یونٹ مقرر ?
07/ستمبر: پاکستان: شمالی وزیرستان، ڈرون حملے میں حقانی نیٹ ورک کے اہم کمانڈر ملا سنگین زادران جاں بحق
? 08/ستمبر: پاکستان نے منصور داد اللہ سمیت مزید طالبان رہنما رہا کردیئے، افغانستان کا خیر مقدم ?
09/ستمبر: پاکستان: زرداری گارڈ آف آنر لے کر رخصت، ممنون حسین آج ملک کے بارہویں صدر کی حیثیت
سے حلف اٹھائیں گے ? 10/ستمبر: پاکستان: حکومت طالبان سے مذاکرات کرے، ڈرون حملوں کا معاملہ

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530

اقوامِ متحدہ میں اٹھائے،کل جماعتی کانفرنس ? 11/ستمبر: بھارت،اتر پردیش میں فسادات جاری، ہلاکتیں 41ہوگئیں،مسلمان ہجرت پر مجبور،اوآئی سی کا اظہارِتشویش ? 12/ستمبر: پاکستان: پنجاب حکومت کا گریڈ 15 تک کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کرنے کا حکم ? 13/ستمبر: پاکستان:حکومت کے 100دن،لوڈ شیڈنگ میں کمی، مہنگائی بڑھ گئی، دہشت گردی کے خلاف اے پی سی اہم پیش رفت ? 14/ستمبر: پاکستان: سوراب،نیٹو فورسز کے آئل ٹینکرز پر راکٹوں سے حملہ،9تباہ،ایک ڈرائیور ہلاک ? 15/ستمبر: پاکستان: کے پی کے حکومت نے سوات،مالاکنڈ سے فوج کی مرحلہ وار واپسی کی منظوری دے دی ? 16/ستمبر: پاکستان: اپر دیر میں دھماکہ، میجر جنرل اور لیفٹیننٹ کرنل سمیت 3افسر جاں بحق ? 17/ستمبر: واشنگٹن ،امریکی بحریہ کے ہیڈ کوارٹرز میں فائرنگ،نیوی اہلکاروں سمیت 12ہلاک،ایک حملہ آور مارا گیا،دوسرا گرفتار ? 18/ستمبر: پاکستان: پاکستان اور ترکی میں تعاون کے 12معاہدے ? 19/ستمبر: پاکستان: انسداد دہشت گردی ایکٹ میں ترامیم کا مسودہ تیار، فورسز کو مشتبہ دہشت گرد پر گولی چلانے کا اختیار ہوگا ? 20/ستمبر: پاکستان: اسلامی نظریاتی کونسل نے حقوقِ نسواں ایکٹ مسترد کردیا،نظرِ ثانی کی سفارش۔

Idara Ghufran

Conatact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +925507530